ان الدین عند اللہ الاسلام
ہفت روزہ
لاہور
خدام الدین
جلد ۲
یوم جمعہ ۵ ربیع الآخر ۱۳۷۶ھ ہجری مطابق ۹ نومبر ۱۹۵۶ء
شمارہ ۲۶

دعوت حضرت نوح علیہ السلام

(از جناب محمد مقبول عالم صاحب بی-اے، لاہور)

دن چڑھ چکا ہے۔ شہر میں خوب چہل پہل ہے۔ لوگ اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ کے بندے حضرت نوحؑ گلیوں اور بازاروں میں سے ہوتے ہوئے شہر کے درمیان ایک کھلی جگہ پہنچ جاتے ہیں۔ لوگ اُن کے ارد گرد جمع ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ ہوتے ہوتے ایک مجمع لگ جاتا ہے۔ وہ لوگ اللہ کے بندے حضرت نوحؑ پر طرح طرح کے آوازے کستے ہیں۔ کچھ عرصہ خاموشی کے بعد حضرت نوحؑ ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہوتے ہیں اور بلند آواز سے قوم کو پکارتے ہیں۔

"اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو۔ اُس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔ وہی تمہارا سچا معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور مَیں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نذیر بن کر آیا ہوں۔ تاکہ بڑے خوفناک دن کے عذاب سے ڈراؤں۔ لیکن تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم ذرا نہیں ڈرتے اور تقویٰ کی راہ اختیار نہیں کرتے۔"

اس پر قوم کے چند آسودہ حال سردار بول اُٹھتے ہیں:

"اے نوح! ہم تو تجھے صاف گمراہی میں دیکھتے ہیں۔" (۷: ۶۰)

نوحؑ جواب دیتے ہیں:

"اے میری قوم! مَیں گمراہ نہیں ہوں۔ بلکہ رب العلمین کی طرف سے تمہارے پاس رسول بن کر آیا ہوں۔ سو اللہ کی عبادت کرو۔ اُس سے ڈرو۔ اور میری فرمانبرداری کرو۔ مَیں امین ہوں۔ اور یہ امانت میرے سپرد کی گئی ہے۔ کہ تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچاؤں اور تمہیں نصیحت کروں۔ مجھے اللہ تعالےٰ نے وہ علم دیا ہے جو تمہیں نہیں دیا گیا۔"

سنو! کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک شخص رسول بن کر آیا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ اور تمہیں ڈراتا ہے۔ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تم پر رحم کرے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور تمہیں وقت مقررہ تک مہلت دیگا۔ لیکن یاد رکھو۔ جب اللہ کا مقررہ وقت آ جاتا ہے۔ تو پیچھے نہیں ڈالا جاتا۔ کاش تم سمجھ سے کام لو۔

یہ سُن کر قوم کے سردار لوگوں سے مخاطب ہوتے ہیں:

بھائیو! یہ تم جیسا ہی ایک انسان ہے۔ اور چاہتا ہے کہ تمہارا حاکم بن جائے۔ یہ کیسے اللہ کا رسول ہو سکتا ہے۔ اگر اللہ کو کوئی رسول بھیجنا ہوتا۔ تو وہ کسی فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتا۔ ہم نے اپنے باپ دادا سے کبھی نہیں سنا۔ کہ ایک انسان رسول بن کر آیا ہو اصل میں یہ شخص پاگل ہو گیا ہے۔ اس کی باتوں پر نہ جاؤ۔ اور اسے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اور انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اسے موت آ جائے۔ اور اپنے معبودوں کو نہ چھوڑو۔ نہ ودّ کو، نہ سواع کو، نہ یغوث، یعوق اور نسر کو چھوڑو۔

سب طرف سے آوازیں آتی ہیں:

ہم اپنے دیوتاؤں کو ہرگز نہیں چھوڑینگے۔

اللہ کے برگزیدہ بندے حضرت نوحؑ قوم کو پھر پکارتے ہیں۔

دیکھو! اگر تم میری بات نہیں مانوگے۔ تو اس میں میرا کوئی نقصان نہیں۔ مَیں تم سے کوئی مال نہیں مانگتا اور کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا۔ میرا معاوضہ اللہ کے ذمہ ہے۔ جو تمام جہانوں کا رب ہے، اور مَیں اس کا فرمانبردار ہوں۔ اس لئے مَیں پھر کہتا ہوں کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور میری فرمانبرداری کرو۔ مجھے تم سے اور کوئی غرض نہیں۔

اس پر لوگ خاموش ہو جاتے ہیں اور سوچ میں پڑ جاتے ہیں۔

تب سردارانِ قوم ایک نیا اعتراض اُٹھاتے ہیں:

اے نوح! ہم تجھ پر کیسے ایمان لائیں۔ تیرے پیرو سب کے سب ادنےٰ درجے کے لوگ ہیں اور وہ بھی سرسری طور پر تجھ پر ایمان لائے ہیں۔ کوئی بڑا آدمی تجھ پر ایمان نہیں لایا۔ اور ہمیں تیرے اندر بھی کوئی ہم سے بڑھ کر خوبی نظر نہیں آتی۔ بلکہ ہم تو تجھے جھوٹا ہی سمجھتے ہیں۔

اللہ کے ہدایت یافتہ بندے حضرت نوحؑ جواب دیتے ہیں۔

یہ لوگ جو مجھ پر ایمان لائے ہیں مَیں نہیں جانتا کہ پہلے کیا کرتے رہے ہیں۔ اُن کا حساب میرے رب کے ذمہ ہے۔ اور وہ اُس کے سامنے پیش ہونگے۔ البتہ مجھے ان کی قدر ہے۔ مَیں انہیں حقیر سمجھ کر اپنے پاس سے کیسے نکال دوں۔ اگر مَیں نے ایسا کیا۔ تو یہ ظلم ہوگا اور ظلم کی پاداش سے مجھے کوئی بچا نہیں سکے گا۔

سُنو! مَیں اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پر قائم ہوں اور اُس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائی ہے۔ لیکن تم لوگ شبہ میں مبتلا ہو گئے ہو۔ اور اس رحمت سے حصّہ پانا نہیں چاہتے۔

اور مَیں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں کہ مَیں اپنے پیروؤں کو مالا مال کر دوں اور نہ مجھے غیب دانی کا دعوےٰ ہے۔ کہ مَیں اپنے ساتھیوں کو آنے والی تکلیفوں سے بچا لوں اور نہ میں فرشتہ ہوں۔ اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ جن کو تم حقیر جانتے ہو۔ اللہ تعالےٰ انہیں کوئی بھلائی نہیں دے گا۔ اللہ کی نظر اُن کے دلوں پر ہے۔ ذرا سمجھ سے کام لو۔ مجھے تو تم بالکل جاہل نظر آتے ہو۔

یہ سُن کر سردارانِ قوم غصّے سے بھر جاتے ہیں۔ اور ڈانٹ کر کہتے ہیں:

اے نوح! اگر تو اپنی ان باتوں سے باز نہ آیا تو ہم تجھے سنگسار کر دینگے۔

اللہ کے صابر و شاکر بندے حضرت نوحؑ اُن کی دھمکی سُنتے ہیں۔ اور بلا خوف اعلان کرتے ہیں۔

اے میری قوم! اگر تمہیں میرا اس مقام پر کھڑا کیا جانا اور اللہ کی آیات سے تمہیں نصیحت کرنا شاق گزرتا ہے تو مَیں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ میرا بھروسہ فقط اسی پر ہے۔ تم بھی پوری تدبیر کر لو۔ اور اپنے ساتھی جمع کر لو۔ اور کوئی کسر اُٹھا نہ رکھو اور میرے خلاف جو کرنا چاہتے ہو کر گزرو۔ اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔ لیکن مَیں بھی یہ اعلان کرتا ہوں کہ تم پر بالآخر دردناک عذاب آئے گا۔ اور وہ دن بڑا خطرناک ہوگا۔

اس پر سردارانِ قوم چلّا کر کہتے ہیں:

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

چلد ۲ | یوم جمعہ ۵-ربیع الآخر ۱۳۷۶ھ - ۹-نومبر ۱۹۵۶ء | شمارہ ۲۶

ناپاک سامراجیت کا مصر پر حملہ

سویز کے مسئلہ پر برطانیہ اور فرانس کی سیاست ننگی ہوکر دُنیا کے سامنے آگئی۔ نہر سویز کے مسئلہ کو مصر بھی تاہنوز ایک مسئلہ مانتا تھا۔ اسی وجہ سے اُس نے اسے حفاظتی کونسل اور اقوام متحدہ میں پیش کروایا۔ موخرالذکر بھی اس قضیہ کے تصفیہ سے دست بردار نہیں ہوئی تھی۔ اور ابھی گفت و شنید جاری تھی۔ لیکن دشمن امن برطانیہ اور خونِ مسلم کے پیاسے فرانس اپنے پلید ارادوں کو زیادہ دیر تک مخفی نہ رکھ سکے اور ایک طرف سے یہودیوں سے حملہ کروا دیا۔ اور دوسری جانب سے خود سویز کے علاقوں اور حتّٰی کہ مصر کے دارالحکومت قاہرہ پر بھی شدید بمباری شروع کر دی۔ اس کے بعد جو حالات پیش آرہے ہیں اور جس بہیمانہ طریقہ سے ظلم و تشدّد جاری ہے اس کی تفاصیل کسی سے بھی پوشیدہ نہیں۔

مصر پر حملہ کی خبر آگ کی طرح دُنیا میں پھیل گئی۔ سامراجیت کی اس دریدہ دہنی پر اقوام عالم ششدر رہ گئیں۔ بالخصوص عالم اسلامی تو اس حملہ سے غم و غُصّہ سے بھرپور ہوگیا۔ دوسرے ہی دن دُنیا کے ہر مُلک نے مؤثّر سے مؤثّر الفاظ میں اس فوج کشی کی مذمّت کی۔ اسلامی ممالک میں عوام اس قدر مشتعل ہوئے جیسے انگریزوں اور فرانسیسوں کا مصر پر حملہ نہیں بلکہ خود اُن کے مُلک پر حملہ ہے۔ پاکستان کے شہروں کراچی، لاہور وغیرہ میں مسلمانوں نے عدیم النظیر جلوس نکالے اور برطانیہ کے مقامی دفتر کے سامنے جاکر مظاہرہ کیا۔ اور ان پر واضح کیا کہ مصر پر فوج کشی کے بعد عالم اسلام کے کیا جذبات ہیں۔ حکومت پاکستان کی جانب سے حملہ آوروں کی شدید مذمت کی گئی۔ کہ طاقت کے گھمنڈ پر برطانیہ اور فرانس کا مصر کے ساتھ یہ سلوک انتہائی شرمناک ہے۔ پلید سامراجیوں کو یہ شرم نہ آئی کہ وہ دفاعی معاہدوں کی رو سے کئی ایک ایشیائی، افریقی اور مشرق وسطیٰ کے ممالک سے وابستہ ہیں۔ نام نہاد دولت مشترکہ بھی موجود ہے۔

برطانیہ اور فرانس کی اس کارروائی نے اس کے حلیف ممالک امریکہ وغیرہ کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ چنانچہ اقوام متحدہ کا فوری اجلاس بُلایا گیا اور امریکہ نے یہ قرار داد پیش کی کہ مصر میں جنگ فوراً بند ہو اور حملہ آوروں کو کہا جائے کہ وہ عارضی صلح کی حدود سے پار چلے جائیں۔ اقوام متحدہ کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ کل ۷۶ ممالک میں سے ۶۴ نے پُرزور الفاظ میں برطانیہ اور فرانس کی ذلیل حرکت کی مذّمت کی۔ بقیہ ۱۲ ممالک میں سے ایک غیر حاضر اور ۵ نے رائے نہیں دی اور خاموش رہے۔ مطلب یہ کہ وہ بھی تشدّد کی مذّمت کرتے ہیں۔ باقی چھ میں سے تین سامراجی خبیث (برطانیہ، فرانس اور اسرائیل) اور تین اُن کے حاشیہ بردار (آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ اور بلجیم) ہیں جیساکہ ہم شروع میں عرض کر چکے ہیں کہ برطانوی اور فرانسیسی سامراجیت قطعاً برہنہ ہوگئی ہے۔ چنانچہ جب اقوام متحدہ کی قرار داد انہیں پہنچی تو انھوں نے مسترد کر دی۔

آج امریکہ بھی یہ کہنے پر مجبور ہوا ہے کہ امریکہ نے گزشتہ تین دن میں حق کی حمایت کرکے جو خراجِ تحسین حاصل کیا ہے وہ اس نے گزشتہ دس سال میں اربوں ڈالر بھی خرچ کرکے نہیں حاصل کیا تھا۔

اقوام متحدہ کے سربراہ ممالک امریکہ، روس اور چین وغیرہ کا فرض ہے کہ وہ اپنی سرگرمیاں قرار دادوں تک محدود نہ رکھیں ان حالات میں جبکہ وہ سامراجیوں کو حملہ آور اور تشدّد پسند گردان چکے ہیں۔ عملی طور پر مصر کی حمایت کریں۔ انہیں طاقت کا مقابلہ طاقت سے بھی کرنے سے گریز نہیں کرنا چاہئے۔ اگر اُنھوں نے ایسا کر دکھایا تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عالمِ اسلامی کا تعاون حاصل کر لیں گے۔

خُدا کا شکر ہے کہ ہماری حکومت نے اپنے بیانات میں اپنے عوام کے جذبات کی پوری ترجمانی کی ہے۔ اب حکومت کا فرض ہے۔ کہ "سیٹو"، "بغداد پیکٹ"، "دولت مُشترکہ" اور دوسرے اس قسم کے بیرونی تعلقات جس میں سامراجی طاقتیں شامل ہیں۔ ایسے معاہدوں کو سامراجیوں کے منہ پر مارے اور ان کو کہہ دے۔ کہ ہمارا اُن کے ساتھ قطعی طور پر اتحاد نہیں ہو سکتا۔ جو ہمارے مذہبی اور قومی بھائیوں کے دشمن ہیں۔ آج عالم اسلامی محسوس کر رہا ہے کہ ان کی بین المملکتی یک جہتی کی کس قدر ضرورت ہے۔ جغرافیائی طور پر مسلمان ایک زنجیر میں جکڑے ہُوئے ہیں۔ اس کے علاوہ اتحاد کرنے کے لئے کسی اور امر کی ضرورت نہیں۔ عدم اتحاد کی سزا مسلمانوں کو اور کیا مل سکتی ہے۔ کہ دشمن موقع کی انتظار میں رہتا ہے کہ کس طرح ان کو نقصان پہنچایا جائے۔

آخر میں ہم مصری عوام کی فتح مندی کے لئے دُعا کرتے ہیں۔ اور انہیں دشمن کا مقابلہ بہادرانہ طور پر کرنے کی داد دیتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ حق و انصاف کو فتح دے گا۔ اور مسلمانوں کو دشمنوں کے ناپاک ارادوں سے محفوظ رکھے گا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

معذرت

۱- ہمیں افسوس ہے کہ بعض معذوریوں کی بنا پر ہم اس دفعہ "بچوں کا صفحہ" پیش نہیں کر سکے۔ آئندہ ہفتہ سے یہ صفحہ حسب دستور سابق ہدیۂ قارئین ہوتا رہے گا۔

۲- حضرت مولانا احمد علی صاحب سندھ تشریف لے گئے ہیں۔ وہ ۱۲- نومبر ۱۹۵۶ء کو واپس تشریف لائینگے۔ اس جمعرات کو وہ تقریر نہ فرمائینگے۔ اس...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۸- ربیع الاوّل ۱۳۷۶ھ - ۲- نومبر ۱۹۵۶ء

قیامت کا منظر

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام! اسلام کے بنیادی عقائد میں سے قیامت کا عقیدہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ انسان مرنے کے بعد قبر میں دفن کیا جائے گا۔ پھر قبر سے قیامت کے دن زندہ کر کے میدانِ محشر میں لایا جائے گا۔ لہٰذا قبر سے لے کر جنّت یا جہنم کے داخلہ تک کے حالات قرآن مجید کی روشنی میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

۱

قبر میں دفن ہونا

(ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝) سورہ عبس پارہ ۳۰

ترجمہ۔ پھر اس کو موت دی۔ پھر اس کو قبر میں رکھوایا۔

یعنی اللہ تعالےٰ نے اپنے حکم سے انسان کو مارا۔ پھر قبر میں دفن کروایا۔

۲

قبروں سے اٹھایا جانا

(وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ ۝)

سورہ یٰسٓ رکوع ۴ پارہ ۲۳

ترجمہ۔ اور صور پھونکا جائے گا۔ تو فوراً اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑے چلے آئیں گے۔

۳

قبروں سے اُٹھنے میں تعجب کرینگے

(وَقَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝)

سورہ یٰسٓ رکوع ۴ پارہ ۲۳

ترجمہ۔ کہینگے۔ ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اُٹھایا۔ یہی ہے۔ جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا۔ اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

۴

قیامت کے دن بعض اندھے ہوکر اُٹھینگے

(وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰی وَ قَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ۝) سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور جو میرے ذکر سے مُنہ پھیرے گا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اسے قیامت کے دن اندھا کرکے اُٹھائینگے۔ کہے گا۔ اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اُٹھایا۔ حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائے گا۔ اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تو نے انھیں بھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تُو بھی بُھلایا گیا ہے۔

۵

بہشت میں جانے والوں کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

(فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ۝ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۝ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۝ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ۝)

سورہ الحاقہ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہے گا۔ لو۔ میرا اعمال نامہ پڑھو۔ بے شک میں سمجھتا تھا۔ کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا۔ سو وہ دلپسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں۔ جس کے میوے جھکے ہونگے۔

۶

دوزخ میں جانے والوں کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

(وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۝ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۝ مَاۤ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۝) سورہ الحاقہ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا، تو کہیگا۔ اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا۔ اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی اسے پکڑو۔ پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔

۷

بہشتی اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی کا شکر کریں گے

(وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۚ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۵ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور وہ (بہشتی) کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا۔ اور ہم راہ نہ پاتے۔ اگر اللہ ہماری راہ نمائی نہ فرماتا۔ بے شک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے۔ اور آواز آئے گی کہ یہ جنّت ہے۔ تم اپنے اعمال کے بدلے میں اس کے وارث ہو گئے ہو۔

۸

دوزخیوں کا اقرار

(اَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ

بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ ○

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ - کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں - پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے - کہیں گے - اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی - اور ہم لوگ گمراہ تھے۔

اللہ تعالےٰ کے احکام سُنانے والے علماء کرام کی توہین کرنے والا گروہ ان کے وعظوں اور نصائح پر مذاق اُڑانے والے لوگ ان الفاظ کو غور سے پڑھیں اور ایسے لوگوں کے دیندار دوستوں کو چاہیئے کہ انہیں یہ سطریں خود جا کر سُنائیں - شاید اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت دیدے۔

۹

درخواست کی تردید

دوزخی دوزخ سے نکل کر دوبارہ دُنیا میں آنے کی درخواست کرینگے - اور درخواست میں یہ کہیں گے - کہ اگر دوبارہ دُنیا میں ہمیں بھیج دیا جائے تو یہ گناہ نہیں کریں گے - لیکن دربار الٰہی سے یہ درخواست رد کر دی جائے گی -

رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ○)

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ - اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) سے نکال دے - اگر پھر کریں تو بیشک ظالم ہونگے - فرمائے گا - اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو - اور مجھ سے نہ بولو -

۱۰

دوزخیوں کی نظر میں دُنیا کی زندگی کی میعاد

(قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِى الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ○ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَادِّيْنَ ○ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ - فرمائے گا - کہ تم زمین پر گنتی کے کتنے برس رہے - کہیں گے - ایک دن یا اس سے بھی کم رہے ہیں - پس آپ گنتی کرنے والوں سے پوچھ لیں - فرمائے گا - تم اس میں بہت نہیں - تھوڑا ہی رہے ہو -

کاش کہ تم سمجھ لیتے -

واقعہ بھی یہی ہے

کہ دُنیا کی تکلیف اگر پانچ منٹ بھی آجائے تو سابقہ آرام کی زندگی خواہ سو سال کی ہو - وہ سب بھول جاتی ہے - اسی طرح دوزخ میں داخل ہونے کے بعد دُنیا کے سب عیش و آرام بھُول جائیں گے -

ارشادات نبویہ میں حشر کا نقشہ

(عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ وَاَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَاِنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِىْ يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اُصَيْحَابِىْ اُصَيْحَابِىْ فَيَقُوْلُ اِنَّهُمْ لَنْ يَّزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُذْ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(متفق علیہ)

ترجمہ - ابن عباسؓ سے روایت ہے - وہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپؐ نے فرمایا - قیامت کے دن تمہیں اس حال میں جمع کیا جائے گا - کہ تم ننگے پاؤں اور ننگے بدن اور بے ختنہ ہوگے - اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت پڑھی - كَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ (یعنی جیسا کہ ہم نے ان کو ابتداء پیدائش میں پیدا کیا تھا - پھر ایسا ہی پیدا کریں گے - یہ وعدہ ہم پر لازم ہے - اور ہم ایسا کرنے والے ہیں) اور آپؐ نے فرمایا - قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو لباس پہنایا جائے گا - اور میرے دوستوں میں سے بہت سے لوگ ہیں، جنہیں بائیں جانب (یعنی دوزخ کی طرف) لے جایا جائے گا - میں کہوں گا - یہ تو میرے ساتھی ہیں - یہ تو میرے ساتھی ہیں - اللہ تعالےٰ فرمائے گا - جب سے تم ان سے جُدا ہُوئے یہ ہمیشہ دین سے برگشتہ اور پھرے رہے - میں وہی کہونگا - جس طرح اللہ تعالےٰ کے نبی (یعنی حضرت عیسےٰؑ) نے کہا تھا - کہ میں ان پر گواہ تھا - جب تک میں ان میں موجود تھا - لیکن جب تو نے ان میں سے مجھے اُٹھا لیا تو تو اُن کا محافظ تھا -

خطرہ

اس حدیث شریف سے یہ خطرہ معلوم ہُوا - کہ آدمی ایمان لانے کے بعد بعض گناہوں کے باعث بے ایمان ہو جاتا ہے - اور دوزخ کا مستحق بن جاتا ہے -

(عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيْعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اَلْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يَّنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ متفق علیہ

ترجمہ - عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سُنا ہے - قیامت کے دن لوگوں کو ننگے پاؤں - ننگے بدن - اور بے ختنہ جمع کیا جائے گا - میں نے عرض کی - یا رسول اللہ - عورتوں اور مردوں سب کو - ان میں سے ایک دوسرے کو دیکھے گا - آپؐ نے فرمایا - اے عائشہؓ معاملہ اس سے زیادہ ہولناک ہوگا - کہ لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں -

یعنی ہر مرد اور عورت اپنی پریشانی اور گھبراہٹ میں اس قدر گھبرایا ہُوا ہوگا - کہ دوسرے کی طرف دیکھنے کی توجہ ہی نہیں ہوگی -

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ اَلَيْسَ الَّذِىْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِى الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (متفق علیہ)

ترجمہ - انسؓ سے روایت ہے - ایک شخص نے عرض کی - یا رسول اللہ قیامت کے دن کافر کو مُنہ کے بل کس طرح چلایا جائے گا - آپؐ نے فرمایا - کیا جس نے دُنیا میں اس کو پاؤں کے بل چلایا ہے وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ قیامت کے دن اُسے منہ کے بل چلائے -

حاصل

یہ ہے کہ قیامت کے دن مومن پاؤں کے بل چلے گا - اور کافر کو منہ کے بل چلایا جائے گا - اس طریقہ سے مومن اور کافر کے درمیان فوراً تمیز ہو سکیگی دُنیا میں یہ تمیز نہیں رکھی گئی - چونکہ ایمان دل کے اندر ہوتا ہے - اس لئے آدمی کیسے تمیز کرسکتا ہے کہ اس کے دل میں ایمان ہے یا نہیں - ہاں اللہ تعالیٰ اپنے خاص مقبولین بارگاہ کو یہ بصیرت عطا فرمادے تو ممکن ہے - وذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء -

عَنْ اَبِیْ ہریرۃ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَلْقٰی اِبْرَاہِیْمُ اَبَاہُ آزَرَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَعَلٰی وَجْہِ آزَرَ قَتَرَۃٌ وَّغَبَرَۃٌ فَیَقُوْلُ لَہٗ اِبْرَاہِیْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَکَ لَا تَعْصِنِیْ فَیَقُوْلُ لَہٗ اَبُوْہُ فَالْیَوْمَ لَا اَعْصِیْکَ فَیَقُوْلُ اِبْرَاہِیْمُ یَارَبِّ اِنَّکَ وَعَدْتَنِیْ اَلَّا تُخْزِیَنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَاَیُّ خِزْیٍ اَخْزٰی مِنْ اَبِی الْاَبْعَدِ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّۃَ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ثُمَّ یُقَالُ لِاِبْرَاہِیْمَ مَا تَحْتَ رِجْلَیْکَ فَیَنْظُرُ فَاِذَا ھُوَ بِذِیْخٍ مُّتَلَطِّخٍ فَیُؤْخَذُ بِقَوَائِمِہٖ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ رواہ البخاری

ترجمہ - ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپ نے فرمایا - قیامت کے دن ابراہیم (علیہ السلام) اپنے باپ آزر سے ملیں گے - ایسے حال میں کہ آزر کا چہرہ رنج اور غم سے سیاہ ہوگا - ابراہیم (علیہ السلام) اسے کہیں گے - کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کر - آزر ابراہیم سے کہے گا - آج میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا - ابراہیم (علیہ السلام) کہیں گے - اے میرے رب تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا - کہ تو مجھ کو اس روز ذلیل وخوار نہیں کرے گا - جس دن لوگ اٹھائے جائینگے - پس اس سے زیادہ اور کونسی ذلت ہو سکتی ہے کہ میرا باپ خدا کی رحمت سے دُور رہے - پھر اللہ فرمائے گا - میں نے کافروں پر بہشت کو حرام کر دیا ہے - پھر ابراہیم (علیہ السلام) سے کہا جائے گا - اس چیز کو دیکھ - جو تیرے پاؤں کے نیچے ہے - ابراہیم (علیہ السلام) دیکھیں گے - ناگہاں وہ بجو ہوگا خون میں لتھڑا ہوا - آخر اس کے پاؤں پکڑ کر دوزخ میں پھینک دیا جائیگا -

حاصل

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا - کہ کافر کے حق میں انبیاء علیہم السلام کی شفاعت قبول نہیں ہوگی - شفاعت کی قبولیت کے لئے مُشَفَّعٌ لہٗ (جس کی شفاعت کی جائے) میں ایمان کا ہونا ضروری ہے -

عَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ تُدْنَی الشَّمْسُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰی تَکُوْنَ مِنْھُمْ کَمِقْدَارِ مِیْلٍ فَیَکُوْنُ النَّاسُ عَلٰی قَدْرِ اَعْمَالِھِمْ فِی الْعَرَقِ فَمِنْھُمْ مَّنْ یَکُوْنُ اِلٰی کَعْبَیْہِ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَکُوْنُ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَکُوْنُ اِلٰی حَقْوَیْہِ وَمِنْھُمْ مَّنْ یُلْجِمُھُمُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ اِلٰی فِیْہِ (رواہ مسلم)

ترجمہ - مقداد سے روایت ہے - کہا - میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے - آپ نے فرمایا - قیامت کے دن آفتاب کو مخلوق کے قریب کیا جائیگا - یہاں تک کہ وہ ایک میل کے فاصلہ پر رہ جائے گا - پھر لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں مبتلا ہونگے - بعض لوگ ایسے ہونگے - جن کے ٹخنوں تک پسینہ ہوگا - بعض کے گھٹنوں تک ہوگا - اور بعض کی کمر تک ہوگا - اور بعض کے مُنہ کے اندر تک پہنچ جائے گا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا -

استثناء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد سے معلوم ہوتا ہے - کہ بعض حضرات اس تکلیف سے مستثنیٰ بھی ہونگے وہ ارشاد ملاحظہ ہو -

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَّشَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْہُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْہِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْہِ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ وَرَجُلٌ دَعَتْہُ امْرَاَۃٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ فَاَخْفَاھَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ (متفق علیہ)

ترجمہ - ابی ہریرہ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - سات آدمی ہیں - جنہیں اللہ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دیگا - جس دن اس کی رحمت کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا - انصاف کرنے والا حاکم - وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں نشو ونما پایا - اور وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ لٹکا ہوا ہے - جب مسجد سے نکل کر جاتا ہے - یہاں تک کہ مسجد میں لوٹ کر آئے اور وہ دو آدمی جو ایک دوسرے سے اللہ واسطے دوستی رکھتے ہیں - اسی خیال سے ملے تھے - اور یہی خیال لے کر ایک دوسرے سے جُدا ہوئے - اور جس شخص نے اللہ کو تنہائی میں یاد کیا - پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہ گئے - اور ایک وہ شخص جسے کسی ذاتی خوبیاں والی اور خوبصورت عورت نے دعوت دی پھر اس سے کہا - میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور وہ شخص جس نے صدقہ دیا - پھر اُسے چھپایا - یہانتک کہ بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلا - جو اسکے داہنے ہاتھ نے خرچ کیا -

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُھَا قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخْبَارَھَا اَنْ تَشْھَدَ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ وَّاَمَۃٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰی ظَھْرِھَا اَنْ تَقُوْلَ عَمِلَ عَلَیَّ کَذَا وَکَذَا یَوْمَ کَذَا وَکَذَا قَالَ فَھٰذِہٖ اَخْبَارُھَا رواہ احمد والترمذی -

ترجمہ - ابی ہریرہ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی - یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا (اس دن زمین اپنی خبریں بتلائیگی) آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو - زمین کے خبریں دینے کا کیا مطلب ہے - انہوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں - آپ نے فرمایا - پس تحقیق زمین کی خبریں دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہر مرد اور عورت پر گواہی دے گی - جو اس کی پیٹھ پر کیا ہوگا - یہ کہے گی کہ مجھ پر یہ یہ کام فلاں فلاں دن کئے تھے - پس یہی اس کا خبر دینا ہے -

دُعا

اَللّٰھُمَّ وفقنا لما تحب وترضا واجعل آخرتنا خیراً من الاولی

آمین یا الہ العالمین

منعقدہ ۲۷ ربیع الاوّل ۱۳۷۶ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۵۶ء

آج ذکر کے بعد مرشدنا و مخدومنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ :—

اما بعد یہ اجتماع در اصل ان احباب کے لئے ہوتا ہے جو اپنی اصلاح حال کرنا چاہتے ہیں۔ میری آج کی معروضات کا عنوان ہے :-

"کامل کی صحبت کے بغیر اصلاح حال نا ممکن ہے۔ الّا ماشاء اللہ"

اس سے پہلے میں کسی مجلس میں عرض کر چکا ہوں کہ اصلاح کی دو قسمیں ہیں :-

(۱) اصلاح قال۔ (۲) اصلاح حال :- یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ تعلیم قدیم ہو یا جدید۔ اس سے اصلاح قال تو ہو جاتی ہے۔ مگر اصلاح حال نہ علماء کی ہوتی ہے اور نہ بی اے۔ اور ایم اے کی۔

آج میں دوسرے نقطۂ نظر سے اصلاح کی تین قسمیں کرتا ہوں۔ ۱۔ اصلاح قال۔ ۲۔ اصلاح اعضاء عربی میں اعضاء کو جوارح کہتے ہیں۔ ۳۔ اصلاح قلب۔

کامل کی صحبت کے بغیر تینوں قسم کی اصلاح نہیں ہوتی ——— اعضاء یعنی ہاتھ پاؤں کی اصلاح بھی اس فن کے کامل کی صحبت کے بغیر نہیں ہوتی۔ مثلاً بڑھئی ہاتھ کی اصلاح کرکے اپنے شاگرد کو لکڑی کے کام کا ماہر بنا دیتا ہے۔ سائیکل کا کامل پاؤں کی اصلاح کر دیتا ہے تو شاگرد کو سائیکل چلانی آ جاتی ہے۔ کاتب اپنے شاگرد کو سکھاتا ہے۔ کہ انگلیوں سے گھیرا کس طرح موٹا یا باریک کیا جائے کہ دوج کو باریک پھر موٹا اور پھر باریک کرنا سکھاتا ہے۔ ہر فن کے کامل کی صحبت ممتدہ سے قال اور اعضاء کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اصلاح قلب کے لئے بھی کامل کی صحبت کی ضرورت ہے۔ بعض مقرر خوب بولتے ہیں۔ انتخابات کے دوران میں اسٹیج پر آ کر اسلام کی خوبیوں پر خوب تقریر کریں گے۔ یہ قال ہے جو صاحب قال سے سیکھا ہے۔ مگر گھر میں دیکھا جائے تو نہ نماز نہ مصلّی۔ گویا عمل میں اتنے کورے کہ اسلام کی جو عملی بنیاد ہے۔ یعنی نماز اس کے بھی پابند نہیں ہیں۔ کتابت میں بعض اشخاص کا تین ماہ اور بعض کا چھ ماہ ہاتھ ہی نہیں سیدھا ہوتا ہے۔ اتنا عرصہ حروف مفردہ میں ہی گزر جاتا ہے۔

عربی میں کہا کرتے ہیں۔ لکل فن رجال (ہر فن کے لئے کامل کی ضرورت ہوتی ہے) جب تک کسی فن کے کامل کی صحبت میں اس فن کا طالب نہ بیٹھے۔ اس کی اصلاح نہ ہوگی۔ اصلاح قلب کے لئے بھی اس فن کے کامل کی ضرورت ہے۔ اعضاء کے متعلق فنون نہیں آتے۔ جبتک کہ آٹھ دس سال کامل کی صحبت نصیب نہ ہو۔ اصلاح قلب کے لئے بھی کامل کی صحبت ممتدہ کی ضرورت ہے۔ قلب کی اصلاح پر دنیا کی بہتری اور آخرت کی نجات کا مدار ہے۔ کامل کی صحبت ممتدہ کے بغیر اصلاح قلب نہ دنیا دار کی ہوتی ہے اور نہ علماء کی۔ دل بادشاہ ہے اور دماغ وزیر ہے اور اعضاء اس کی فوج ہیں۔ بادشاہ کی اصلاح ہو جائے تو رعایا خود بخود درست ہو جاتی ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ان فی الجسد لمضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب (ترجمہ۔ بے شک (انسان کے) جسم میں البتہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ درست ہو جاتا ہے۔ تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ خبردار اور وہ دل ہے) دل میں صالح خیالات آئیں گے تو سارا وجود صالح ہوگا۔ اگر دل میں فاسد خیالات پیدا ہوں گے تو سارا وجود ہی فاسد ہوگا۔

اصلاح قلب اس شخص کی صحبت میں ہوتی ہے۔ جس کا اپنا قلب اصلاح شدہ ہو۔ اصلاح قلب کے لئے پہلی شرط ہے اخلاص۔ اگر اس شخص میں اخلاص نہیں تو اس کی صحبت سے مستفیض ہونے والوں میں کبھی اخلاص نہ ہوگا۔ انگریزی دانوں کو تو جانے دیجئے۔ وہ تو اخلاص کے لفظ سے ہی نا آشنا ہیں علماء میں بھی بہت کم اخلاص ہوتا ہے۔ میں اکثر یہ سوال کیا کرتا ہوں کہ کسی اسکول کا ٹیچر یا ہیڈ ماسٹر۔ کسی کالج کا پروفیسر یا پرنسپل ایسا بتلائیے۔ جس نے یہ اعلان کر رکھا ہو کہ وہ غیر مستطیع مسلمانوں کے بچوں کو مفت تعلیم دے گا۔ مگر آج تک مجھے ایک کا نام بھی نہیں بتلایا گیا۔ علماء کا بھی یہی حال ہے۔ وہ بھی انگریزی دانوں کی طرح سودے کرتے ہیں۔ آج ہی ایک عالم نے مجھے بتلایا کہ وہ درس بھی دیتے ہیں۔ امامت بھی کرتے ہیں۔ مگر محلہ والے میری ضروریات کی بھی کفالت نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ تنہا ہیں۔ محلہ کافی بڑا ہے۔ اور لوگ متمول ہیں۔ ان کا تعلق باللہ درست ہوتا تو میرے پاس شکایت نہ کرتے ع

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

اللہ تعالیٰ جب اپنے دشمنوں کی تمام ضروریات پوری کرتا ہے۔ تو اپنے دین کی خدمت کرنے والوں کو کس طرح نظرانداز کر سکتا ہے۔

اخلاص کے معنی ہیں کہ اے اللہ! تیرے لئے ہے اور غیر کے لئے نہیں ہے جب تک غیر اللہ کی نفی نہ ہو اخلاص نہیں آتا۔ یہ پہلا سنگِ بنیاد ہے۔ اخلاص کے متعلق اللہ تعالیٰ کے ارشادات ملاحظہ ہوں

۱۔ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصاً لَّهُ الدِّيْنَ (سورہ الزمر رکوع ۱ پ ۲۳) (ترجمہ۔ پس آپ خالص اللہ تعالیٰ ہی کی فرمانبرداری مدنظر رکھ کر اسی کی عبادت کریں)۔

(۲) اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ (سورہ الزمر رکوع ۱ پ ۲۳) (ترجمہ۔ خبردار۔ خالص فرمانبرداری اللہ ہی کے لئے ہے)

(۳) قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصاً لَّهٗ دِيْنِيْ (سورۃ الزمر رکوع ۲ پ ۲۳) (ترجمہ۔ ان سے فرما دیجئے میں اللہ ہی کی اطاعت کرتے ہوئے اس کی عبادت کرتا ہوں)

دنیا دار کو کھرے اور کھوٹے کے پرکھنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ ہم نے تو اللہ کا نام بتلانا ہے۔ ہندو۔ سکھ۔ کوئی آئے۔ تقسیم سے پہلے میرے

درس میں ہندو بھی آیا کرتے تھے۔ سی آئی ڈی والے بھی آتے ہیں۔ ایک شاہ صاحب جو شیعہ ہیں اور وکیل ہیں۔ کافی مدت تک درس میں آتے رہے۔ یہ خانۂ خدا ہے کوئی اللہ تعالےٰ کا بندہ آئے۔ ہم نے تو اس کو اللہ کا پیغام پہنچانا ہے۔ ہمیں ضرورت نہیں کہ ہم پرکھیں کہ یہ کھرا ہے یا کھوٹا۔ آپ کو ضرورت ہے آپ دن بھر خوردو نوش کی چیزوں پرکھ کر خریدتے ہیں۔ دنیا کے معاملہ میں تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا دار کی چار آنکھیں ہیں۔ لیکن دین کے معاملہ میں یہ چٹ اندھا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں بڑی سہل انگاری سے کام لیتا ہے۔ جو لٹیں بڑھا کر آ جائے۔ وہ سائیں جی کہلاتا ہے۔ خواہ اندر پورا شیطان ہو۔ اور مرد و عورتوں کا اس کے گرد ہر وقت میلہ لگا رہتا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ ہوا۔ اسی قسم کے ایک سائیں صاحب شیخوپورہ میں بھی نمودار ہوئے تھے بڑے بڑے افسر اس کے معتقد ہو گئے تھے۔ بعد میں وہ ایک عورت کو اغوا کرکے بھاگ گیا تھا۔ کسی نے اس قسم کے لوگوں کے متعلق کہا ہے۔ ع

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

قلب کی اصلاح نہ ہوئی تو دنیا بھی برباد اور آخرت بھی برباد ہو جائے گی۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اصلاح قلب کے لئے پہلی شرط اخلاص ہے۔ اخلاص صاحب اخلاص کی صحبت میں مدت مدید تک رہنے سے پیدا ہوتا ہے۔ بشرطیکہ عقیدت ادب اور اطاعت کی تین تاروں کے ذریعہ اس کے ساتھ کنکشن ہو جائے۔ جن کو کامل اور صاحب اخلاص کی صحبت نصیب نہیں ہوتی۔ وہ علماء بھی سودے بازی کرتے ہیں۔ میں بمبئی ایک ہی دفعہ گیا ہوں۔ وہاں ایک سیٹھ صاحب نے مجھے بتلایا کہ تبلیغ کے لئے ہم جن علماء کو بلاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر سودے بازی کرتے ہیں۔ اخلاص پر ہر عبادت کی قبولیت کا مدار ہے۔ جس عالم دین کے اندر اخلاص نہیں۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من تعلم علماً مما یبتغی بہ وجہ اللہ لا یتعلمہ الا لیصیب بہ عرضا من الدنیا لم یجد عرف الجنۃ یوم القیمۃ یعنی ریحھا (رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ)۔ (ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے اس علم کو سیکھا۔ جس سے خدا کی خوشنودی طلب کی جاتی ہے۔ لیکن اس غرض سے سیکھا کہ وہ اس سے دنیا کی متاع کو حاصل کرے تو قیامت کے دن اس کو جنت کی خوشبو بھی میسر نہ ہوگی) ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن ایک شہید کو بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ اس سے پوچھیں گے کہ میرے لئے کیا کرکے آئے ہو۔ وہ عرض کرے گا۔ اے اللہ! میں نے تیری راہ میں جہاد کیا۔ یہاں تک کہ میں شہید ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ فرمائیں گے کہ تم نے یہ سب کچھ اس لئے کیا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے۔ فَقَدْ قِیْلَ (پس تحقیق تمہیں کہہ دیا گیا) تمہاری مراد پوری ہو گئی۔ لہٰذا جاؤ جہنم میں۔ اسی طرح ایک سخی اور عالم سے کہا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ تینوں کے دل کی نیت کھوٹی تھی اور اصلاح قلب نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے نہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونا کارآمد ہوا نہ سخاوت اور نہ علم دین کی خدمت کام آئی۔ سلطنت انسانی کا بادشاہ دل ہے۔ اس لئے اس کی اصلاح پر ساری سلطنت کی اصلاح کا مدار ہے۔ ع

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

بشرطیکہ لینے والے اور دینے والے دونوں میں صلاحیت ہو تو رنگ چڑھتا ہے ہر پیغمبر قابل ہی ہوتا ہے۔

کافر کہتے ہیں۔ لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ (سورۃ الزخرف رکوع ۳ پ ۲۵) (ترجمہ۔ کیوں یہ قرآن دونوں بستیوں کے کسی سردار پر نازل نہیں کیا گیا۔)

اللہ تعالےٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (سورۃ الانعام۔ رکوع ۱۵ پ ۸) (ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ اپنی پیغمبری کا کام کس سے لے)۔

یعنی ہر نبی لائق ہی ہوتا ہے۔ نالائق کو اللہ تعالےٰ نے کبھی نبی نہیں بنایا۔ اس کے باوجود حضورؐ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بعض انبیاء علیہم السلام ایسے ہونگے کہ ان کا ایک بھی اُمتی نہ ہوگا۔ بعض کے ایک اُمتی۔ بعض کے دو۔ سب نبی لائق ہی ہوتے ہیں۔ مگر اُمتیں نالائق تھیں۔

اللہ والے خدمت دین کا اجر لینا تو درکنار۔ وہ تو یہ شرط کرتے ہیں کہ نہیں لیں گے۔ وہ تو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر ہماری طبیعت میں اخلاص ہے۔ تو ہمارے ایک ایک منٹ کی قیمت بارگاہ الٰہی سے ملے گی۔ اور ہم ہر صورت میں کامیاب ہیں۔ خواہ ایک شخص کی بھی اصلاح نہ ہو۔ ان پر اللہ تعالےٰ کی رحمت نازل ہوگی جو دنیا میں سکونِ قلب اور آخرت میں نجات کا سبب بنے گی۔ دنیا دار اگر ان کو مربعے بھی دے دیں گے۔ تو وہ بالکل بیکار ہوں گے۔ کیونکہ وہ مرنے کے بعد یہیں رہ جائیں گے۔

میں الّا ماشاء اللہ اس لئے کہہ گیا ہوں کہ بعض مادر زاد ولی ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کاندھلہ جہاں کے حضرت مولانا حافظ محمد ادریس صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور رہنے والے ہیں۔ میں ایک نہ ایک مادرزاد ولی ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک شخص حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ورد وظائف کے لئے عرض کیا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ محدث فاضل اجل اور باطن کے کامل تھے۔ اس سے فرمایا۔ تیرے جیسوں کے لئے ورد و وظائف حرام ہیں تمہیں ان کی ضرورت نہیں۔ وہ یہ ہر شخص سے تھوڑا فرماتے تھے۔ کسی نے کہا ہے ع

ولی را ولی مے شناسد

(ولی کو ولی پہچانتا ہے) وہ خود کامل تھے اس کو دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ ولی ہے۔ یہ علم غیب نہیں ہے۔ طبیب حاذق مریض کی شکل دیکھ کر اس کی مرض بتلاتا ہے۔ بھیرہ کے ایک حکیم صاحب کے متعلق سُنا ہے کہ اگر مریض اپنا حال بتلائے تو وہ ناراض ہوتے تھے۔ خود ہی مرض بتلاتے اور خود ہی اس کے اسباب بھی بتلاتے۔ کیا یہ علم غیب ہے؟ ہرگز نہیں۔ انگریز نے تو ہماری طب کو تباہ کر دیا۔ تقسیم سے پہلے دفتر کے بعد ہندو۔ سکھ۔ مسلمان سب طبیہ کالج میں داخل ہو کر حکیم حاذق کی سند حاصل کیا کرتے تھے۔ وہ کیا خاک تشخیص مرض کریں گے

ع مدتہا باید کہ تا خوں شیر شود

علم غیب اللہ تعالےٰ کا خاصہ ہے۔ کیونکہ وہ ہر حال میں بلا حیلہ اور بلا وسیلہ سب کچھ جانتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

مسلمانوں کی غیرت پر تازیانہ
یاد کرتی ہیں تمہیں

(از جناب خواجہ محمد شفیع صاحب دہلوی)

تم آئے - مجبوراً چلے آئے - بجبر و اکراہ آئے - سینوں پر پتھر رکھ کر آئے نعش تڑپتی ہوئی چھوڑ کر آئے - جنازے بے گور و کفن چھوڑے - بھرے پڑے گھر چھوڑے - اپنے لہلہاتے ہوئے کھیت سرسبز میوہ سے لدے باغ چھوڑے - کوئیں چھوڑے - اپنے مویشی چھوڑے - جاگیریں جائدادیں چھوڑیں - لاکھوں کے کاروبار چھوڑے - کروڑوں کے جمے ہوئے بیوپاری ٹھیئے چھوڑے - چلتی ہوئی دکانیں، بزرگوں کے ترکے چھوٹے اپنے ملبوسات - زر جواہر، ٹوم چھلا چھوڑا - میکا سسرال چھوڑا - سنگ سہیلیوں کا ساتھ چھوڑا - چھوڑا پڑوسی ہمسایہ - کھیل کے میدان چھوڑے - تعلیمی درس گاہیں چھوڑیں - امیروں نے قالینیں چھوڑیں اور چھوڑے فرنیچر - غریبوں نے گھر بانس چھوٹے اور چھوڑی ٹوٹی کھاٹ، چوپارہ کے حقے چھوڑے اور چھوڑیں کنوئیں کی مینڈھ مسجدیں چھوڑیں، خاندانی قبرستان چھوڑے، چھوڑیں سب زیارتیں ——— چھوڑیں نہیں معاف کیجئے میں نے غلط کہا - یہ سب آپ سے چھوڑوائی گئیں - تم کو انھیں چھوڑنے پر مجبور کیا گیا - تمہاری جان پر ہی نہیں، ناموس پر بھی آن بنی تھی، کیا کرتے، حکومت خلاف تھی - اور حکومت بھی وہ جو لفظ انصاف سے نا آشنا تھی - حاکم قوم تم سے برسرپیکار تھی اور قوم بھی وہ جس کے کام و دہن اس لئے مردافگن سے نا آشنا نہ تھے - جس کے دماغ میں اس شراب تند کی تاب نہ تھی - تم کو نہتا کر کے مارا گیا - تم کو فاقوں کے تڑاکے دے دے کر ختم کیا گیا - تم پر مشین گنیں چلائی گئیں، رائفلز کے فائر ہوئے خنجروں تلواروں اور کرپانوں سے تم کو قتل کیا گیا - بغیر جرم تم پر مقدمے قائم ہوئے، تمہارے گھروں کی تلاشیاں لیں، اور سب جمع جکڑی اندوختہ پس ماندہ لے گئے - تمہارے ارباب اقتدار اور رُو دار لوگ گرفتار کر لئے گئے - آبرو داروں کی آبروئیں لوٹیں - مسجدوں میں نمازیوں پر گولے مارے گئے - تم پر پانی بند کیا گیا، تمہارے کنوؤں میں زہر ملائے گئے
جب پانی سر سے گزر گیا اور وہاں رہنا خودکشی سے کم نہ رہا - تب تم خدا کے نام پر اپنے ایمانوں کو سینہ سے لگائے، گھربار تج سر بکھرا نکل کھڑے ہوئے - اور کر بھی کیا سکتے تھے - بقا کی تمام راہیں تم پر مسدود تھیں، فنائے سیلاب تم پر امڈے چلے آرہے تھے ——— تم چلے آئے، لیکن جو چیزیں وہاں رہ گئیں وہ خدا کی قسم یاد کرتی ہیں تمہیں -

مسلمانو! تمہاری ماؤں کی قبریں تمھیں یاد کر رہی ہیں - ان ماؤں کی قبریں جن مامتا والیوں نے تم کو سینہ پر پال کر بڑا کیا - ان ماؤں کی قبریں جو خود سدا گیلے میں سوئیں اور تم کو سوکھے میں سلایا - ارے ان ماؤں کی قبریں جنھوں نے اکثر خود آدھے پیٹ کھایا اور تمہارا پیٹ بھرا - ان ماؤں کی قبریں جن کی نظریں سدا تمہارے انتظار میں دروازہ پر لگی رہتی تھیں - جو اس وقت تک نہ سو سکتی تھیں جب تک تم نہ آجاؤ - جو اپنی ہر آسائش کو تمہاری خوشی اور خوشنودی پر قربان کرتی تھیں - ان ماؤں کی قبریں تمہیں یاد کر رہی ہیں، جنھوں نے مرتے وقت تمہارا ہاتھ تمہارے باپ کے ہاتھ میں دیا تھا اور کہا تھا کہ "دیکھنا اس کا خیال رکھنا -" جو مرتے دم بھی تم سے غافل نہ ہوئیں، جن کی روحیں اب بھی تمہاری ذرا سی تکلیف سے پھڑک اٹھتی ہیں، تڑپ جاتی ہیں - ارے جنھوں نے مر کر بھی تمھیں نہ بھلایا، کیا تم ان کو جیتے جی بھول جاؤ گے؟ اب بھی جب تم تکلیف میں ہوتے ہو تو وہ خواب میں آکر تمہاری تسلی کر جاتی ہیں، اور کہہ جاتی ہیں "میرے لال میرے چاند! تو نہ گھبرا، میں عرش کا پایہ پکڑ کر دعا کر رہی ہوں" تم ایسے تو فراموش کار نہیں، اتنے تو بھولنے والے نہیں، کہ ان کو بھلا دو، ان کی قبروں کو بھلا دو - بس یاد رہے کہ وہ قبریں تمہاری راہ دیکھ رہی ہیں - تمہاری مائیں منتظر ہیں کہ کب میرا لاڈلا فاتحہ پڑھنے آئیگا -

ان بزرگان دین کے مزارات تم کو یاد کر رہے ہیں - جن مردان خدا نے اس سرزمین پر علم اسلام بلند کیا جسے تم آج چھوڑ آئے - اب بھی تمہاری روحیں تڑپ رہی ہیں، دل بیتاب ہیں - سینہ سوزاں، نظریں اُدھر لگی ہیں - قلب ادھر کھنچے جا رہے ہیں، لیکن کیا کرو ——— اغیار وہاں تک تمہیں جانے نہیں دیتے - مارِ سیاہ راہ میں بیٹھے ہیں - سانپوں نے راستے روک رکھے ہیں، لیکن تمہارے اجداد تو مٹھی بھر تھے - اور ان ہی سانپوں کو پیروں تلے روندتے ہوئے آئے تھے - آج تم کیوں اُن کی وجہ سے رُک گئے - جھجک گئے - راہ چھوڑ کر کھڑے ہو گئے - اب یہ خود سوچو کہ تم میں اور اُن میں کیا فرق ہے جس کی وجہ سے تم رکے رہ گئے اور وہ بے خطر بڑھتے چلے گئے - ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں ؎

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

وہ بندگان خدا تو اس وقت یہ کوہ و بیابان طے کر گئے - جب ان کا کچھ تھا بھی نہیں - اور تم اس وقت طے کرتے ہوئے، پاؤں دھرتے ہوئے رُک رہے ہو جبکہ تمہارا سب کچھ وہیں ہے ——— جو کمی ہے اُسے دُور کر دو - پھر نہ صرف تمہارا سب کچھ قدموں میں ہوگا بلکہ زمانہ بھر کی دولتیں چرن چھوئیں گی اور اگر اب بھی نہ سمجھے تو تم سے خدا سمجھے اور سمجھ رہا ہے -

سنو مسلمانو سنو! کان کھول کر سنو، گوش ہوش سے سنو! تم کو اختیار ہے - خواہ عورتوں کی طرح آنسو بہا کر سنو - خواہ مردانہ و ترکانہ تیور سے سنو - اب تمہاری خوشی ہے کیسے بھی سنو، لیکن یہ آوازیں تم کو سننی پڑیں گی - اگر زندگی میں تم نے لبیک نہ کہا تو مرنے کے بعد بھی شہر خموشاں میں یہ آوازیں تمہاری بوسیدہ قبور سے ٹکرائیں گی اور چین سے نہ رہنے دیں گی - تمہارے گھر تم کو صدائیں دے رہے ہیں وہ گھر جہاں تمہاری ماؤں نے تمہارے دور اٹھائے، وہ گھر جہاں تمہاری نسلیں پیدا ہوئیں، وہ گھر جہاں تم دلہن بیاہ کر لائے - وہ گھر جہاں وہ حجلہ ہائے عروسی چھوڑ آئے، جن میں تمہاری بیویوں نے آغوش وفا میں تمہارا خیر مقدم کیا تھا - وہ بیویاں جو کہلانے کو بیویاں ہیں پر سدا تمہاری لونڈیاں بنی رہیں -

تمہاری نظریں دیکھا کیں - تمہارے تیور پڑھا کیں - تمہاری چین جبیں حسن کی دنیا

تاریک کر دیا کرتی تھیں - وہ یگانہ پرست بیویاں جنھوں نے ہمیشہ ہمیشہ غیر مرد کو دیکھنا اپنے اوپر حرام سمجھا - وہ بیویاں جنھوں نے تمہاری خوشی کے لئے اپنوں کو ناراض کیا - ارے ظالمو! وہ بیویاں جو اپنا گھر چھوڑ کر تمہارے گھر یہ تہیّہ کر کے آئیں، کہ زندہ نہ جائینگی ——

—— تم کو وہ گھر یاد کر رہے ہیں جن کے سینہ پر تم کھیلے، جن کی دیواروں پر آج بھی تمہارے بچّوں کے نام چاک، کھریا، ٹھکریوں اور کوئلوں سے لکھے ہوئے ہیں - جہاں ابھی تک تمہاری بچّیوں کی گڑیاں اور تمہارے بچّوں کے کھلونے پڑے ہیں - وہ گڑیاں اور کھلونے جن کو اب بھی وہ کبھی کبھی یاد کر لیتے ہیں اور تم اُن کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھ کر یہ کہدیتے ہو کہ " بیٹا اللہ مالک ہے اور دلوا دینگے" پر سینہ پر سانپ لوٹ جاتا ہے اور کچھ چاروں طرف اندھیرا سا چھا جاتا ہے - آسمان کی طرف دیکھتے ہو اور سر جھکا لیتے ہو -

زراعت کرنے والے مسلمانو! تم کو وہ کھیت یاد کر رہا ہے جن کے سینہ سے تم سدا رزق کاٹتے رہے، جن پر تمہارے باپ کے ماتھے کا پسینہ ٹپکا - جہاں تمہاری بیٹی نصیبن روز دوپہر کو روٹی لاتی تھی - ارے کیا کہوں نہ صرف وہ کھیت یاد کر رہا ہے جس میں تم ہر سال ہل چلاتے تھے اور جسے اپنے بیٹے جمّہ کے لئے چھوڑ جانا چاہتے تھے بلکہ جمّہ کی نعش بے کفن اس کھیت میں پڑی ہے اور انتظار کر رہی کہ کب اس کا باپو آئے اور اس کی مٹی عزیز کر جائے - میرے بھائیو! وہ بدنصیب نصیبن بھی اسی کھیت کے کنارے بیٹھی ہے، اور سڑک کی طرف دیکھ رہی ہے آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں - چاروں طرف نئی شکلیں نظر آ رہی ہیں - ہر ایک غیر ہے - چاچا رامو بھی نظریں پھیر گیا - وہ دُکھ درد میں اللہ کہا کرتی تھی، اب اُسے یہ نام بھی نہیں لینے دیتے - رام رام کہلوا رہے ہیں - بے رحم وحشیوں سے واسطہ ہے - دن بھر چاکری لیتے ہیں رات کو سونے بھی نہیں دیتے - میرے پیرا! یہ وہی تیری نصیبن ہے جس کی طرف چھجّو نے آنکھ بھر کر دیکھا تھا تو لٹھ لے مارنے مرنے کو تیار ہو گیا تھا - آج وہ ہے اور درندے - یہ وہی نصیبن ہے جس نے عید سے ایک دن پہلے نئے جوڑے کی ضد کی تھی، تو تو پیٹ کاٹ کر کپڑا خرید کر لایا تھا اور تیری گھر والی نے رات بھر بیٹھ کر جوڑا سیا تھا - اور کہا تھا کل پرائی ہو جائے گی تو پھر ہم سے ضد کرنے تھوڑی آئے گی - تیری نصیبن پرائی تو ہوئی - پر ایسی کہ مر جاتی تو بہتر تھا - اب وہی نصیبن ہے، رات دن جب موقع پاتی ہے روتی ہے، چھپ کر روتی ہے - مُنہ ڈھک کر روتی ہے، سڑک پر نظریں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتی ہے اور سوچتی ہے میرا باپو مجھے بھول تو نہیں گیا، کب آئے گا؟ ہم کہتے ہیں تم کب تک اس بدبخت نصیبن کو راہ دکھواؤ گے، کب تک اس کی عزّت لٹواؤ گے، کب تک اس سے رام رام جپواؤ گے؟ لیکن کیا کرو - تم مجبور ہو، تمہارے قدم نہیں اُٹھتے - اُن میں بیڑیاں پڑی ہیں - معلوم ہے وہ کیسی بیڑیاں ہیں؟ میرے بھائیو! معاف کرنا، بس ایک لفظ کہوں گا، اس میں سب کچھ ہو گا - میرے پیارو! بُرا نہ ماننا، دل میں سوچنا کہ میں سچ کہہ رہا ہوں یا جھوٹ - اگر جھوٹ ہو تو مجھ پر اور میری قبر پر لعنت اُتارنا اور جو سچ ہو تو اپنے پیروں میں سے یہ بیڑیاں اُتار دینا ——

—— تمہارے پیروں میں بے ایمانی کی بیڑیاں ہیں - بس ایمان کی آگ سُلگا لو - یہ پگھل کر گر جائیں گی - تم ایمان دار بن جاؤ - پھر اپنی سُبک سیریاں دیکھو - تمہارا ایک ایماندار بھائی سمندر کی ایک چٹان پر جا اُترا - کشتیاں جلا دیں - ساتھیوں نے کہا - سردار! غیر ملک، اجنبی سرزمین اور آپ نے کشتیاں جلا کر راہِ فرار بھی مسدود کر دی - تو اس مردِ خدا نے جواب دیا تھا ع

" ہر ملک ملکِ ماست کہ ملکِ خدائے ماست"

اگر تم اس لمحہ مسلمان بن جاؤ، باایمان ہو جاؤ تو خُدا کی قسم دُنیا کا کوئی مُلک تم پر اپنے دروازے بند نہیں کر سکتا - کوئی سرحدیں تمہاری راہ میں حائل نہیں ہو سکتیں کوئی میڑ لائن تمہیں روک نہیں سکتی - سرزمین خدا تمہاری ہوگی اور تم اس کے سچے وارث -

مسلمانو! لال قلعہ کی دیواریں، پشتہ، دمدمہ تم کو یاد کر رہے ہیں وہ لال قلعہ جہاں سے تمہاری افواج جاتی تھیں اور ہند کے گوشے گوشے کو ختم کر کے آتی تھیں - جس کے دروازہ پر تمہارا پرچم لہراتا تھا - آج وہاں کوئی اور جھنڈا ہے اس قوم کا جھنڈا، جس قوم نے ثابت کر دیا کہ وہ تمہاری دوست نہیں دشمن ہے - یہ وہی قوم ہے جس نے اپنی لڑکیوں کے ڈولے، اپنی کنیاؤں کے ڈولے اسی پرچم کے نیچے سے گزار کر اسی لال قلعہ میں داخل کئے - تم نے انھیں دوست سمجھا - یہ دوست کبھی بھی نہ تھے ع

تو دوست کسی کا بھی ستمگر نہ ہوا

جو اپنی بیٹی غیر مذہب والے کو مطلب آشنائی سے دے سکتا ہے، وہ کمینہ ہے اور کمینہ دوستی کے معنی نہیں جانا کرتا - اُن کے سینوں میں عناد اور فساد کی آگ بھری تھی - یہ دب کر سانپ کی طرح نرم پڑ گئے تھے - جب سپاہی کا پیر ڈھیلا پڑا یہ راجہ بنسی کے پرستار پھن اُٹھا کر سامنے آ کھڑے ہوئے - ہاں تو یاد رکھو، اب شاہجہانی لال حویلی پر وہ پرچم لہرا رہا ہے، جس کی اور تمہاری پُرانی دشمنی ہے - یہ وہی قوم ہے جس نے تمہارے خلاف انگریزوں کو دعوت دے کر بُلایا - جس نے دہلی کے محاصرہ کے وقت ارنھیلں بنا کر دشمن کو رزق پہنچایا خیر اس سے ہم کو کیا واسطہ - ان ہی انگریز دعوتیوں نے جو ان کو مزا چکھایا اس سے ان کے کام و دہن ابھی تک آشنا ہیں ——

ہم کو تو ان یاد کرنے والوں سے مطلب ہے، جن کو ہم چھوڑ آئے اور جو ابھی تک ہمارے واسطے دیدہ و دل فرشِ راہ ہیں -

مسلمانو! نماز گزارو! رکوع و سجود کرنے والو! اسی لال قلعہ میں جو تم کو یاد کر رہا ہے - جس کے دروازے اس وقت تمہارے واسطے چشم انتظار بنے ہیں ہاں اسی لال قلعہ میں ایک حسین مسجد ہے وہ موتی مسجد اور اس کی محرابیں تمہارے سجدوں کی منتظر ہیں - اب وہاں کیا ہو رہا ہے، یہ پوچھو مت - خود سوچو اور یہ ذہن میں رکھ کر سوچنا غور کرنا کہ وہاں ان کا قبضہ ہے - جن وحشیوں سے زندوں کی حرمت محفوظ نہ تھی - یہ تو اینٹ پتھر ہے - وہ سنگ مرمر ہی سہی اور اس کا نام خانۂ خدا ہی سہی - اور یہ بھی ذہن میں رکھنا کہ یہ اس خدا کا گھر ہے جس خدا سے تمام کفار کو دشمنی ہے - اور ازلی دشمنی - پھر اس کے ساتھ کیا کچھ نہ ہو رہا ہوگا - یہ تم کب تک برداشت کرو گے - مسجدوں کی بیحرمتی کب تک ہونے دو گے، اپنی عبادت گاہ کو تابہ کے اُن کے چنگل میں رہنے دو گے؟ خدا کو کیا مُنہ دکھاؤ گے، حبیبِ خدا کے سامنے کس طرح جاؤ گے، میدان حشر میں تمہارا کیا حشر ہوگا؟ جب ان مساجد کی ایک ایک محراب اور ان معبدوں

کے اینٹ پتھر قیامت میں تمہارا گریبان پکڑیں گے تو کیسے چھڑاؤ گے کس طرح بچاؤ گے؟

اسی لال قلعہ میں دیوان خاص اور دیوان عام اپنے ستونوں پر ایستادہ تمہارا خیر مقدم کرنا چاہ رہے ہیں اور زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں کہ تمہارے اجداد نے یہیں تختِ طاؤس پر بیٹھ کے حکومت کی ہے، آج اخلاف کو کیا ہو گیا کہ یہ نشانیاں چھوڑ بھاگے؟

جانبِ مشرق دریائے جمن کی آنکھ آنسوؤں سے چھلکی پڑتی ہے اور اس کے کنارے رنج سے تڑپتے جاتے ہیں کہ میرے پانی سے وضو کرنے والے کہاں گئے۔ وہ جمنا تم کو یاد کر رہی ہے جس پر تم نے شبِ ماہ کے جشن منائے، جہاں تم نے فاسیزوں کے لطف اڑائے، جس کی موجوں پر تمہاری کشتیاں کھیلیں وہ جمنا تم کو یاد کر رہی ہے جس پر تمہارے بزرگوں نے کہنیوں تک ہاتھ دھوئے اور پھر وضو موسیٰ ندی کے کنارے مکمل کیا۔ مجاہدین کے گھوڑے جس جمنا میں سے ہنہناتے ہوئے گزرے جس کے پانی کو اکثر تمہاری تیغ آبدار نے رنگ حنا بخشا۔

جانبِ غرب دُنیا کی خوبصورت ترین مسجد شاہ جہان کا حسین ترین تخیّل۔ فنِ عمارت کا شاہکار۔ جامع مسجد اپنی مناریں سوئے فلک بشکل دست دُعا اُٹھائے التجا کناں ہے کہ پھر تم وہاں پہنچو۔ وہ ساکت و جامد ہے۔ لیکن درخواست کناں۔ تم زندہ ہو اور قابلِ عمل وہ راہ میں ہے تم قدم بڑھاؤ۔

لیکن قدم کیسے بڑھاؤ۔ تم تو مرضِ فیل پا میں گرفتار ہو۔ تمہارے پاؤں تو شل ہو چکے ہیں تم تو فلج پڑے ہو۔ تم کو تو بدافعالیوں اور بد اعمالیوں نے ناکارہ کر رکھا ہے۔ محفل دی شب میں جو پی تھی اس کے خمار سے سر نہیں اُٹھتا، قدم کیسے اُٹھیں۔ تمہارے سرور ابھی اُترے نہیں اور ساقی کب کا دست کش ہو چکا۔

کچھ دُور جانبِ جنوب شاہجہانی محبت کی یادگار، معمار مغلیہ کا ایک اور شاہکار..... عقدِ حسن و عشق کا در شہوار تاج محل تم کو یاد کر رہا ہے۔ اسے بنوایا تم نے اور غیر اس پر قابض۔ روحِ شاہجہاں جنّت میں تڑپ اُٹھی تھی جب تم اُسے چھوڑ کر آئے تھے۔ تیغ اورنگ زیبی و عالم گیری نیام نے اُگل دی تھی۔ جب تم اُسے چھوڑ کر آئے۔ سیاستِ اکبری سر در گریباں تھی، جب تم اُسے چھوڑ کر آئے۔ جلالِ ہمایوں جوش میں تھا جب تم اُسے چھوڑ کر آئے۔ تہوّر تیموری تیغ بدست تھا جب تم اسے چھوڑ کر آئے۔ اسلاف کی روحیں انگشت بدنداں تھیں جب تم اسے چھوڑ کر آئے ——— یہ تاج تمہاری راہ دیکھ رہا ہے۔ تاجِ شاہی تمہارے قدموں کا منتظر ہے۔ صرف اتنا کرنا ہے کہ اپنے قدموں میں اسلام کی پابرجائی پیدا کر لو۔

فتح پور سیکری کی عمارتیں تمہاری راہ دیکھ رہی ہیں۔ یہ عمارتیں تم سے کچھ طلب کر رہی ہیں۔ کیا تم یہ مطالبہ پورا کر سکو گے؟ کیا تم دین و دُنیا میں سرخ رو ہو سکو گے کچھ مشکل تو نہیں، بس جذبۂ اسلامی کی ضرورت ہے وہ دلوں میں پیدا کرو ؎

ایک شرع مسلمانی ایک جذب مسلمانی
جذبِ مسلمانی سرِّ فلک الافلاک
اے رہ رو فرزانہ بے جذبِ مسلمانی
نے راہِ عمل پیدا نے شاخِ یقیں نمناک

اہلِ قلم یک قلم ہاتھ سے قلم رکھ دیں۔ تلواریں اُٹھا لیں۔ اہلِ دول دولت کو ٹھکرا دیں۔ سونے سے مُنہ موڑیں، فولاد سے ناتا جوڑیں اربابِ سیاست بابِ جرح و قدح بند کر دیں اوراقِ جہاد کھولیں۔ صاحبانِ صنعت و حرفت توپ و تفنگ کے سانچے ڈھالیں۔ مدرسین سورہ فاتحہ کی جگہ سورۂ صف کا درس دیں۔ خطیب زبانِ تیغ سے کام لیں۔ شعراء رجز لکھیں غزلوں کے دفتر بند کر دیں، قوم کو جہاد سکھائیں وہ اصل جہاد جو اپنے نفس کے خلاف ہوتا ہے، نفسانیت کے خلاف ہوتا ہے، نفسانفسی کے خلاف ہوتا ہے.....

وہ جہاد جو اصل لَا اِلٰہ ہے جس سے قوتِ ایمانی پیدا ہوتی ہے وہ قوتِ ایمانی جو ہر مجاہد جانباز کے دل میں فی سبیل اللہ تلوار اُٹھانے اور سر کٹانے کا جذبۂ بے پناہ پیدا کرتی ہے۔

مومنو! جب تم اپنے اسلاف کی تعمیر کردہ عمارتیں چھوڑ آئے، بے بہا یادگاریں چھوڑ آئے۔ مفتوحہ علاقے چھوڑ آئے۔ اپنے اہل و عیال کو بے آسرا چھوڑ آئے۔ رشتہ داروں کو ہندوؤں اور سکھوں کے رحم و کرم پر چھوڑ آئے۔ اس وقت ہاں اس وقت، ذوالفقارِ حیدری کو نیام گراں محسوس کر رہی تھی۔ خونِ خیبر شکن جوش میں تھا۔ فرات کی لہریں چیں بر جبیں تھیں۔ جنّت کی فضا طوفان در آغوش تھی، عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک ہاتھ میں تلوار اُٹھا لی تھی، ایک میں کلام پاک۔ حضرت عمر فاروق رض جھنجلائے ہوئے نیزہ تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ کرّوبیاں سر بسجود تھے۔ ملائکہ ششدر و حیراں۔ حضرت شیخ عبدالقادر رح کی نظریں تسبیح سے ہٹ کر تلوار پر پڑ رہی تھیں بلال رض کی اذان گلے میں گھُٹ کر رہ گئی تھی۔

مسلمانو! تم تا کجے اپنے اسلام کو، اپنے ایمان کو سر در گریبان رکھو گے۔ شرما رکھو گے۔ کب تک تمہارا جذبۂ اسلام جوش میں نہیں آئے گا۔ تم کب تک کفار سے نیچا دیکھنا گوارا کرو گے۔ یاد رکھو یہ وہی کفار ہیں جو کبھی تمہارے باج گزار تھے۔ آج تاجدار بنے بیٹھے ہیں اور تم فرمانبردار۔ تمہارے سر کرزن خسروی کے لئے بنے ہیں، ان کے سروں پر نہ یہ زیب دے نہ صحیح آئے۔ تمہارے پاؤں تختِ شاہی کے لئے ہیں، تم زیب اورنگ ہو، تمہاری ماؤں نے اورنگ زیب پیدا کئے ——— آؤ اب دُعا بھی کریں دوا بھی۔ نمازیں بھی پڑھیں، جہاد بھی کریں۔ ایک ہاتھ میں کلام پاک اُٹھا لو ایک میں شمشیر۔ پھر دین بھی تمہارا دُنیا بھی تمہاری ہے۔

"نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں"

؎ جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

شب و روز تمہارے غلام تھے اور پھر غلام ہونے کا انتظار کر رہے ہیں۔ زمین کا سینہ تمہارے گھوڑوں کی ٹاپوں کا منتظر ہے۔ کرّوبیاں ان کے ہنہنانے کی آواز سے گوش بر آواز۔ توفیق ایزدی تمہارے نعرۂ تکبیر کی راہ دیکھ رہی ہے، حوریں جنت میں شہیدوں کی منتظر ہیں ؎

اک خونچکاں کفن میں کروڑوں بناؤ ہیں
پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی

گنگ و جمن کے کنارے تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ تم آؤ اور اُنہیں گل رنگ کر جاؤ۔ ان دریاؤں کی بے رنگ موجیں سُرخِ غازہ کی منتظر ہیں۔ سورج کی کرنیں تمہاری تلواروں کی چمک دیکھنا چاہتی ہیں۔ چشمِ سیارگاں تمہاری ٹڈی کی سی آنکھوں والی زرہوں پر چشم امید لگائے ہیں۔ گنبدِ افلاک تمہارے سروں کے خودوں کا طواف کر رہا ہے۔ فتح و نصرت دائیں بائیں تمہاری رکابوں کے نیچے ہاتھ دیئے کھڑے ہیں۔ جہانگیری و جہانبانی پرچم لئے سرخیل ایستادہ۔

آؤ مسلمانو! اپنے اعمال درست کر لو۔ اپنے افعال درست کر لو۔ اپنے ایمان درست کر لو۔ خدا کی رسّی مضبوطی سے پکڑ لو۔ اسپ حکومت کی لگامیں تمہارے ہاتھ میں ہوں گی، دُنیا تمہارے قدموں میں۔ اقوامِ عالم تمہاری غلام۔ بس ایک مرتبہ پھر خدا اور حبیبِ خدا کے غلام بن جاؤ، اس کے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

کے اینٹ پتھر قیامت میں تمہارا گریبان پکڑیں گے تو کیسے چھڑاؤ گے کس طرح بچاؤ گے؟

اسی لال قلعہ میں دیوان خاص اور دیوان عام اپنے ستونوں پر ایستادہ تمہارا خیر مقدم کرنا چاہ رہے ہیں اور زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں کہ تمہارے اجداد نے یہیں تختِ طاؤس پر بیٹھ کے حکومت کی ہے، آج اخلاف کو کیا ہو گیا کہ یہ نشانیاں چھوڑ بھاگے؟

جانبِ مشرق دریائے جمن کی آنکھ آنسوؤں سے چھلکی پڑتی ہے اور اس کے کنارے رنج سے تڑخے جاتے ہیں کہ میرے پانی سے وضو کرنے والے کہاں گئے۔ وہ جمنا تم کو یاد کر رہی ہے جس پر تم نے شبِ ماہ کے جشن منائے، جہاں تم نے فاسیزوں کے لطف اُڑائے، جس کی موجوں پر تمہاری کشتیاں کھیلیں۔ وہ جمنا تم کو یاد کر رہی ہے جس پر تمہارے بزرگوں نے کہنیوں تک ہاتھ دھوئے اور پھر وضو موسیٰ ندی کے کنارے مکمل کیا۔ مجاہدین کے گھوڑے جس جمنا میں سے ہنہناتے ہوئے گذرے جس کے پانی کو اکثر تمہاری تیغ آبدار نے رنگ حنا بخشا۔

جانبِ غرب دُنیا کی خوبصورت ترین مسجد شاہ جہان کا حسین ترین تخیّل۔ فنِ عمارت کا شاہکار۔ جامع مسجد اپنی مناریں سوئے فلک بشکل دست دُعا اُٹھائے التجا کناں ہے کہ پھر تم وہاں پہنچو۔ وہ ساکت و جامد ہے۔ لیکن درخواست کناں۔ تم زندہ ہو اور قابلِ عمل وہ راہ میں ہے تم قدم بڑھاؤ۔

لیکن قدم کیسے بڑھاؤ۔ تم تو مرضِ فیل پا میں گرفتار ہو۔ تمہارے پاؤں توشل ہو چکے ہیں تم تو مفلوج پڑے ہو۔ تم کو تو بدافعالیوں اور بد اعمالیوں نے ناکارہ کر رکھا ہے۔ محفل دی شب میں جو پی تھی اس کے خمار سے سر نہیں اُٹھتا، قدم کیسے اُٹھیں۔ تمہارے سرور ابھی اُترے نہیں اور ساقی کب کا دست کش ہو چکا۔

کچھ دُور جانبِ جنوب شاہجہانی محبّت کی یادگار، معمارِ مغلیہ کا ایک اور شاہکار..... عقدِ حسن و عشق کا در شہوار تاج محل تم کو یاد کر رہا ہے۔ اسے بنوایا تم نے اور غیر اس پر قابض۔ روحِ شاہجہاں جنّت میں تڑپ اُٹھی تھی جب تم اُسے چھوڑ کر آئے تھے۔ تیغ اورنگ زیبی و عالم گیری نیام نے اُگل دی تھی۔ جب تم اُسے چھوڑ کر آئے۔ سیاستِ اکبری سر در گریباں تھی، جب تم اُسے چھوڑ کر آئے۔ جلالِ ہمایوں جوش میں تھا جب تم اُسے چھوڑ کر آئے۔ تہوّر تیموری تیغ بدست تھا جب تم اسے چھوڑ کر آئے۔ اسلاف کی روحیں انگشت بدنداں تھیں جب تم اسے چھوڑ کر آئے ———— یہ تاج تمہاری راہ دیکھ رہا ہے۔ تاجِ شاہی تمہارے قدموں کا منتظر ہے۔ صرف اتنا کرنا ہے کہ اپنے قدموں میں اسلام کی پابرجائی پیدا کر لو۔

فتح پور سیکری کی عمارتیں تمہاری راہ دیکھ رہی ہیں۔ یہ عمارتیں تم سے کچھ طلب کر رہی ہیں۔ کیا تم یہ مطالبہ پُورا کر سکو گے؟ کیا تم دین و دُنیا میں سرخ رو ہو سکو گے کچھ مشکل تو نہیں، بس جذبۂ اسلامی کی ضرورت ہے وہ دلوں میں پیدا کرو ؎

ایک شرع مسلمانی ایک جذب مسلمانی
جذب مسلمانی سرِّ فلک الافلاک
اے رَہ رو فرزانہ بے جذب مسلمانی
نے راہ عمل پیدا نے شاخ یقیں نمناک

اہل قلم یک قلم ہاتھ سے قلم رکھ دیں۔ تلواریں اُٹھا لیں۔ اہلِ دول دولت کو ٹھکرا دیں۔ سونے سے مُنہ موڑیں، فولاد سے ناتا جوڑیں اربابِ سیاست بابِ جرح و قدح بند کر دیں اوراق جہاد کھولیں۔ صاحبان صنعت و حرفت توپ و تفنگ کے سانچے ڈھالیں۔ مدرسین سورہ فاتحہ کی جگہ سورۂ صف کا درس دیں۔ خطیب زبانِ تیغ سے کام لیں۔ شعراء رنگین غزلوں کے دفتر بند کر دیں، قوم کو جہاد سکھائیں وہ اصل جہاد جو اپنے نفس کے خلاف ہوتا ہے، نفسانیت کے خلاف ہوتا ہے، نفسانفسی کے خلاف ہوتا ہے.....

وہ جہاد جو اصل لا الٰہ ہے جس سے قوّتِ ایمانی پیدا ہوتی ہے وہ قوّتِ ایمانی جو ہر مجاہد جانباز کے دل میں فی سبیل اللہ تلوار اُٹھانے اور سر کٹانے کا جذبۂ بے پناہ پیدا کرتی ہے۔

مومنو! جب تم اپنے اسلاف کی تعمیر کردہ عمارتیں چھوڑ آئے، بے بہا یادگاریں چھوڑ آئے۔ مفتوحہ علاقے چھوڑ آئے۔ اپنے اہل و عیال کو بے آسرا چھوڑ آئے۔ رشتہ داروں کو ہندوؤں اور سکھوں کے رحم و کرم پر چھوڑ آئے۔ اس وقت ہاں اس وقت، ذوالفقارِ حیدری کو نیام گراں محسوس کر رہی تھی۔ خونِ خیبر شکن جوش میں تھا۔ فرات کی لہریں چیں بر جبیں تھیں۔ جنّت کی فضا طوفان در آغوش تھی، عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک ہاتھ میں تلوار اُٹھا لی تھی، ایک میں کلام پاک۔ حضرت عمر فاروق رض جھنجلائے ہوئے نیزہ تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ کرّوبیاں سر بسجود تھے۔ ملائکہ ششدر و حیراں۔ حضرت شیخ عبدالقادر رح کی نظریں تسبیح سے ہٹ کر تلوار پر پڑ رہی تھیں بلال رض کی اذان گلے میں گھُٹ کر رہ گئی تھی۔

مسلمانو! تم تا بکے اپنے اسلام کو، اپنے ایمان کو سر در گریبان رکھو گے۔ شرما رکھو گے۔ کب تک تمہارا جذبۂ اسلام جوش میں نہیں آئے گا۔ تم کب تک کفار سے نیچا دیکھنا گوارا کرو گے۔ یاد رکھو یہ وہی کفار ہیں جو کبھی تمہارے باج گزار تھے۔ آج تاجدار بنے بیٹھے ہیں اور تم فرمانبردار۔ تمہارے سر کرزن خسروی کے لئے بنے ہیں، ان کے سروں پر نہ یہ زیب دے نہ صحیح آئے۔ تمہارے پاؤں تختِ شاہی کے لئے ہیں تم زیب اورنگ ہو، تمہاری ماؤں نے اورنگ زیب پیدا کئے ——— آؤ اب دُعا بھی کریں دَوا بھی۔ نمازیں بھی پڑھیں، جہاد بھی کریں۔ ایک ہاتھ میں کلام پاک اُٹھا لو ایک میں شمشیر۔ پھر دین بھی تمہارا دُنیا بھی تمہاری ہے۔

"نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں"

؎ جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا

شب و روز تمہارے غلام تھے اور پھر غلام ہونے کا انتظار کر رہے ہیں۔ زمین کا سینہ تمہارے گھوڑوں کی ٹاپوں کا منتظر ہے۔ کرّوبیاں ان کے ہنہنانے کی آواز سے گوش بر آواز۔ توفیق ایزدی تمہارے نعرۂ تکبیر کی راہ دیکھ رہی ہے، حُوریں جنت میں شہیدوں کی منتظر ہیں ؎

اک خونچکاں کفن میں کروڑوں بناؤ ہیں
پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی

گنگ و جمن کے کنارے تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ تم آؤ اور اُنہیں گل رنگ کر جاؤ۔ ان دریاؤں کی بے رنگ موجیں سُرخ غازہ کی منتظر ہیں۔ سُورج کی کرنیں تمہاری تلواروں کی چمک دیکھنا چاہتی ہیں۔ چشمِ سیارگاں تمہاری ٹڈی کی سی آنکھوں والی زرہوں پر چشم امید لگائے ہیں۔ گنبدِ افلاک تمہارے سروں کے خودوں کا طواف کر رہا ہے۔ فتح و نصرت دائیں بائیں تمہاری رکابوں کے نیچے ہاتھ دیئے کھڑے ہیں۔ جہانگیری و جہانبانی پرچم لئے سرخیل ایستادہ۔

آؤ مسلمانو! اپنے اعمال درست کر لو۔ اپنے افعال درست کر لو۔ اپنے ایمان درست کر لو۔ خدا کی رسّی مضبوطی سے پکڑ لو۔ اسپ حکومت کی لگامیں تمہارے ہاتھ میں ہوں گی، دُنیا تمہارے قدموں میں۔ اقوامِ عالم تمہاری غلام۔ بس ایک مرتبہ پھر خدا اور حبیبِ خدا کے غلام بن جاؤ، اس کے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

شادی کمیشن کی تباہ کاریاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— حامداً و مصلیاً و مسلماً

(از جناب مولٰنا جمیل احمد صاحب تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور)

سب سے پہلی افسوسناک اور جمہوریہ اسلامیہ کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگانے والی بات یہ ہے کہ ہماری حکومت نے نکاح کے متعلق چودہ سو سالہ شرعی مسائل کی ترمیم کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا ہے، کمیشن اس لئے نہیں کہ ان مسائل کی تشریحات و توضیحات کرے اس لئے نہیں کہ جو جو کوتاہیاں ان پر عمل در آمد کرنے میں ہو رہی ہیں ان کی ایسی تدابیر پیش کرے کہ کوئی شخص شرعی حکم کے خلاف نہ کر سکے، اس لئے نہیں کہ اسلامیہ جمہوریہ کے ہاتھ مضبوط کرے اور اسلامیت کے نفاذ کی صورت پیدا کرے۔ بلکہ اس لئے اور صرف اس لئے کہ خدا و رسول کے احکام کو بازیچۂ اطفال بنائے۔ ان کو ایک کھلونے کی حیثیت دے۔ اور ان کی سخت ترین توہین کرے کہ گویا آپ کے بنائے ہوئے احکام ردّی کی ٹوکری میں ڈالنے کے قابل ہیں اور یہ ہماری ترمیمات بلکہ ایجادات و تحریفات اُن سب سے افضل ہیں۔ یہی قابلِ اختیار و قابلِ اعتماد بلکہ یہی حکمِ اسلام بننے کے قابل ہیں۔ اور آپ کی غلطی کی یہی تلافی ہے۔ العیاذ باللہ۔

یہ کارنامہ اس حکومت کا کارنامہ ہے جو آج دُنیا بھر کی مسلم حکومتوں میں سب سے بڑی حکومت ہے۔ اور اس حکومت کا کارنامہ ہے جو ابھی ابھی چند ماہ ہوئے اپنے جمہوریہ اسلامیہ ہونے کا چار دانگ عالم میں ڈھول پیٹ چکی ہے۔

ہے کوئی ایسا عقل کل انسان جو اس فلسفہ کی حقیقت کو پہنچ سکے کہ ایک طرف تو ہماری حکومت اسلامی حکومت ہے اور ایک طرف اسلام کے حکم حکم کے پرخچے اُڑانے کی فکر میں رہتی ہے۔ کاش کوئی شخص حکومت کو بتا سکے کہ اس کا اقتدار کسی طرح بھی خدا و رسول اور ان کے احکام و تعلیمات پر قائم نہیں ہو سکتا اگر وہ ہوش سے کام لے تو خود کو خدا و رسول کے اقتدار کے تحت لانے کی کوشش کرے۔

دوسرے اس حقیقت سے کوئی شخص ناواقف نہ ہوگا کہ یورپ نے پاکستان میں اپنے بہت سے ایسے ایجنٹ بنا دیئے ہیں جو مسلمان مسلمان کہلا کر وہ کام کرتے رہتے ہیں جن کو غیر مسلم کبھی کر ہی نہیں سکتا تھا۔ اور اگر کرتا تو کوئی مسلمان اس کو برداشت ہی نہیں کر سکتا تھا۔ مگر ہمارے اہل حکومت و اہل اقتدار کی سادہ لوحی کی داد دیجئے کہ انہی ایجنٹوں کے جال میں پھنس کر انہوں نے اسلام کو یورپی نظریات کی بھینٹ چڑھوانا اپنا منصب بنا لیا ہے، اگر آپ کمیشن کے ارکان کو دیکھیں گے تو عام مسلمانوں کا مُنہ بند کرنے کے لئے ایک مولوی کو بھی رکھ لیا گیا ہے۔ جس کی کوئی بات نہیں سُنی گئی اور آخر اس کو اپنی کس مپرسی شائع کرنی پڑی باقی اس کے علاوہ سب اسلام سے ناواقف دین و دینداری سے بر طرف یورپ کے رنگ میں بالکل رنگے ہوئے ملیں گے۔ یہ ہوگا وہ کمیشن جس کے ہاتھوں اسلامیات کی تحریف ہماری حکومت کا شاہکار بننے والی ہے۔

تیسرے یہ بات بھی سوچنے سمجھنے اور غور کرنے کی ہے کہ دُنیا بھر کی حکومتوں کا قانون ہے جسے غالباً بین الاقوامی قانون بھی کہا جاتا ہوگا کہ کسی حکومت کو مداخلتِ مذہب کا اختیار نہیں اگر ارباب حکومت یا ان یورپ ایجنٹ لوگوں کا مذہب یورپی نظریات پر قبائے اسلامی کی کھینچ تان ہی ہے تو پاکستان کی اکثر آبادی کا یہ مذہب نہیں۔ ان کا مذہب وہی ہے جو چودہ سو سال سے قرآن و حدیث سے فقہ و اجتہاد کی تشریحات کے ساتھ تنقید و تنقیح ہو ہو کر آیا ہوا ہے۔ اس لئے ان کے اس مذہب کے خلاف کسی خودرَو کے خود ساختہ مذہب سے ترمیم کرنا ان کے مذہب کی مداخلت ہی نہیں اس کو نیست و نابود کرنا ہے۔ جو نہ کسی قانون سے جائز اور نہ کسی طرح برداشت کے قابل ہو سکتا ہے۔ امید ہے حکومت اپنے اس غلط اقدام کی غلطی محسوس کرے گی۔

چوتھے یہ حملہ کسی معمولی بات پر نہیں ہے۔ نکاح کوئی معاشی یا معاشرتی معاملہ محض نہیں ہے۔ وہ ایک عبادت ہے۔ اور نوافل سے افضل عبادت اور ایسی عبادت جو دُنیا سے لیکر جنّت بلکہ ابدالآباد تک رہنے والی عبادت ہے۔ اس پر حملہ کوئی ایسا حملہ نہیں ہے کہ اس سے در گذر ممکن ہو سکے۔

پانچویں مرد کو عورت سے اور عورت کو مرد سے لطفِ حیات حاصل کرنے کا کوئی حق نہیں نہ یہ اس کا نہ وہ اس کی خالق نہ مالک حق ہوتا ہے تو صرف شریعت کے قانونی ایجاب و قبول سے۔ اس لئے اس حق کا بقا و استحکام یا زوال و اختتام صرف اور صرف قانونِ شریعت سے ہی ہو سکتا ہے اس میں کسی حکومت یا کسی انسانی عقل کا دخل بالکل مہمل بات ہے۔

جو سفارشات پیش کی گئی ہیں ان میں یورپ کے چند تباہ کن نظریات کو اسلام نام دے کر جزوِ آئین بنانے کی دعوت دی ہے اور بالکل سفید کورا جھوٹ بولا ہے کہ یہ سب کچھ قرآن و حدیث کی روشنی میں کیا ہے۔ یعنی اس خرافات سے اللہ رسولؐ پر تہمت بھی لگائی ہے۔ ہر عامی سے عامی آدمی سمجھ سکتا ہے کہ اگر یہ باتیں قرآن و حدیث سے لی ہوئی ہوتیں تو چودہ سو سال سے مسلمان کیوں ان پر عمل نہ کرتے۔ اور کیا ساری امت گمراہ اور صدیوں تک گمراہ چلی آئی ہے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ میری امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی۔ کہ ساری امت کا اس کے خلاف چلا آنا اس کی نہایت پختہ دلیل ہے کہ یہ سب باطل اور گمراہ ہیں۔ اب آپ ایک ایک نظریہ کو سُنیئے کہ وہ اسلام و اسلامیات کے کتنا خلاف، عقلِ سلیم سے کتنا دُور، اور مسلمانوں کو تباہی کے کس غار میں دھکیلنے والا ہے۔ یہ کل دفعات آٹھ ہیں۔ ہر دفعہ کے ساتھ یہ بات خصوصیت سے ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے کہ نکاح یا طلاق صحیح کو غیر صحیح اور غیر صحیح کو صحیح قرار دیتے ہیں تمام عمر کے لئے حلال کو حرام یا حرام کو حلال بنا دینا ہے۔ یہ کوئی آسان بات اور کھیل نہیں ہے۔ حکومت اور کمیشن کو سنبھل جانا چاہیئے۔

(دفعہ ۱) نکاح کی رجسٹری لازمی قرار دیجائے

اگر خدا نہ کرے حکومت نے ایسی غلطی کا ارتکاب

کر لیا تو اس سے مندرجہ ذیل خرابیاں پیدا ہوکر تباہی کا سبب بنینگی۔

۱۔ رجسٹری کے لازمی ہونے سے ضروری ہوگا کہ جس نکاح کی رجسٹری نہ ہوئی ہو وہ نہ ہونے کے برابر قرار دیا جائیگا اور قانون سے زوجین کو اختیار ہوگا کہ وہ چاہیں تو دوسری جگہ نکاح کرلیں یا جب تک رجسٹری نہیں ہوگی اس وقت تک وہ نہ ہُوا قرار پائے گا۔ اگر اس درمیان میں کسی اختلاف کی وجہ سے یا ویسے ہی لڑکی دوسرا نکاح کرلے تو قانون اس کی گنجائش دیگا۔ دونوں صورتوں میں چونکہ شرعاً نکاح ہوُچکا تھا اگر وہ عورت دوسرے سے نکاح کر لیگی جیسے کہ قانون سے اس کو گنجائش ملے گی تو یہ عمر بھر حرامکاری ہوگی۔ اب یہ حرامکاری کس کس کے نامہ اعمال میں درج ہوگی۔ ایسے مشورے دینے والے خود سوچ لیں کہ ہزاروں لاکھوں ایسی حرامکاریاں جب ان کے نامۂ اعمال میں درج ہونگی تو وہ خدا کے یہاں کیا مُنہ دکھائینگے۔

۲۔ شریعتِ اسلام نے نکاح کے منعقد ہونے کے لئے ایجاب و قبول اور دو گواہ مرد یا ایک مرد دو عورتیں کم سے کم تجویز کئے ہیں۔ رجسٹری کا لازمی قرار دینا شرعی تجویز کو ناقص قرار دینا ہے جو ایک توہین ہے جو خود ایک خطرہ ہے

۳۔ بعض دیہات کے رہنے والے یا شہروں اور قصبات سے دور رہنے والے اگر رجسٹری کے مقام تک پہنچ جانے کی طاقت نہ رکھیں گے یا اس کی ہمّت نہ کرینگے بے شادی رہ کر گناہوں میں مبتلا ہونگے شاید ان گناہوں کے وبال میں وہ بھی گرفتار کئے جائیں جو خلافِ شرع ایسی تنگیاں پیدا کر رہے ہیں۔

۴۔ اسلام نے نکاح شادی کا کوئی خرچہ نہیں رکھا جو اخراجات لوگوں نے رسوم کے تحت اپنے اُوپر لازم کر رکھے ہیں۔ وہ علاوہ فضول خرچی اور غیر لازم کو لازم کے گناہ کے خود اپنے کو ان کی وجہ سے معاشی مصائب میں مبتلا کرنے کے سبب ہیں۔ اسلام میں وقت نکاح کوئی خرچ نہیں۔ گواہوں کے سامنے خاص الفاظ کے ساتھ نکاح کا ایجاب و قبول کرلینا ہے اور بس۔ خرچ ہے تو بعد نکاح مہر کے اور نفقہ و مکان کے واجب ہونے کا۔ رجسٹری لازمی ہونے میں اسلامی قوانین کی عالمگیر حیثیت ختم ہوکر رہ جاتی ہے۔ کہ دو غریب تریں آدمی نکاح کرنا چاہتے ہیں تو اس خرچ کی وجہ سے محروم اور گناہ کے دروازے کے قریب جا کھڑے ہوتے ہیں۔ گویا یہ قانون آیت وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْكِحْنَ (عورتوں کو نکاح سے مت روکو) کے خلاف اور ایک رکاوٹ بن رہا ہے۔

۵۔ رجسٹری کرانے کا محرک صرف یہ امر ہوسکتا ہے کہ لوگ ناجائز نکاح نہ کرسکیں گے۔ مثلاً کسی منکوحہ کا نکاح دوسرے شخص سے نہ ہوسکے گا۔ لیکن یہ فائدہ بھی اس سے حاصل ہوتا نظر نہیں آتا۔ کیونکہ رجسٹرار کو رجسٹری کرنے میں کوئی بات مانع نہیں ہے۔ شوہر اور عورت کا ولی خواہ اصلی ہو یا فرضی کھڑے ہوکر دستاویز کو رجسٹری کرا دیں گے۔ اور اس طرح فرضی ولی اور فرضی کارروائی کرنے والوں کو بھی کچھ خوف نہ ہوگا کہ رجسٹری کے بعد ہر طرح کا اطمینان ہو جائے گا۔ اس صورت میں دھوکہ بازوں کے لئے زیادہ گنجائش ہے۔ بخلاف اس صورت کے جو اب ہو رہی ہے کہ ہر نکاح خواں اس خوف میں مبتلا ہے کہ اگر غلط یا ناجائز کارروائی ہوئی تو مقدمہ چل کر جیل خانہ جانا ہوگا۔ نکاح خوانی کے اتنے پیسے نہ ملیں گے جتنے مقدمہ میں خرچ ہوں گے اور جیل مزید براں۔ پھر اس کے علاوہ اہل محلہ، برادری، سربر آوردگان قوم اور پنچایتوں کا خوف بھی بہت کچھ مانع ہوتا ہے۔ گویا باوجود اس کے بھی بہت کچھ واقعات ناجائز ہو جاتے ہیں۔ جن کا سبب انتظامات اور داروگیر کی کمزوری ہے۔ لیکن رجسٹری کے قصّہ میں نہ مقدمہ کا خوف ہوگا۔ نہ برادری، پنچایت، خاندان اور اہل محلہ کا ڈر اس لئے یہ واقعات اور یہ جرائم پہلے سے کہیں زیادہ رونما ہونے لگیں گے۔ محلہ کے نکاح خواں کو کچھ نہ کچھ حالات کا علم بھی ہوگا اور پھر ہر شخص اس کی کوشش بھی کرتا ہے کہ محلہ کے ایسے شخص سے نکاح پڑھوائے جو وہاں سب سے زائد نکاح کے مسائل جانتا ہو۔ ورنہ محلہ، برادری کے طعنے سننے پڑیں گے۔ رجسٹری کرانے میں طعن و تشنیع کا دروازہ بند ہوگا۔ بیفکری سے جس سے چاہیں نکاح پڑھوا کر رجسٹری کروا لینگے۔ بہت سی منکوحہ نکاح کی جائیں گی۔ بہت سی حاملہ والیاں، عدت والیاں نکاح کی جائیں گی جن لفظوں سے طلاق ہو جاتی ہے اور عوام سمجھتے ہیں نہیں ہوتی یا جن سے نہیں ہوتی اور لوگ سمجھتے ہیں ہوتی ہے وہ اس طرح حرامات میں مبتلا ہوں گے رجسٹری کے لازم ہونے سے یہ گُل کھلیں گے۔

۶۔ آج کل جیسے کہ عام محکموں کا حال ہے۔ رشوت کا حرام لقمہ منہ کو لگا ہُوا ہے ایسے جرائم اور ناجائز نکاح جو آج کل دشوار ہو رہے ہیں چند پیسوں سے آسان بن جائیں گے۔ اس لئے یہ قانون بجائے انسداد جرائم کے ازدیادِ جرائم کا سبب ہوگا۔

۷۔ رشوت کی گرم بازاری کی وجہ سے قوی اندیشہ ہے کہ صحیح و جائز نکاح رجسٹرڈ ہونے سے رہ جائیں گے۔ اور غلط و ناجائز درج رجسٹر ہوکر ہمیشہ کے لئے حرام کا سبب بنیں گے۔

۸۔ جو لوگ غریب ہونگے رشوت نہ دے سکیں گے رجسٹری نہ کرا سکینگے۔ وہ نکاح ہی سے محروم رہ جائیں گے۔ اور گناہوں میں مبتلا ہو کر جرائم کے نئے باب کا اضافہ ثابت ہونگے۔

۹۔ ایک شخص بیمار ہے۔ اپنی لڑکی کی شادی اپنی زندگی میں کرنا چاہتا ہے مگر رجسٹری کرانے کے لئے جانے سے معذور ہے وہ یہ حسرت ہی لیکر دُنیا سے رُخصت ہو جائیگا اور اس کے بعد نمعلوم اس کی بچّی کے لئے کیا کیا خطرات پیش آئینگے۔ اسی طرح بعض اوقات لڑکی کے لئے اچھا لڑکا یا لڑکے کے لئے اچھی لڑکی دستیاب نہیں ہوتی اور ایسی صورتیں پیش آ جاتی ہیں کہ ایک جگہ کئی کئی آدمیوں کی کوشش ہوتی ہے تدبیریں کی جاتی ہیں۔ اولیاء (وارثوں) پر ڈورے ڈالے جاتے ہیں۔ ایک جگہ طے ہو جانے کے بعد ان کا اطمینان نکاح سے ہو جاتا تھا مگر رجسٹری کی پخ نے اس کو بھی بھروسہ کا نہ رکھا۔ اور نئے اختلافات کا دروازہ کھول دیا۔ جس سے فسادات اور گناہ دونوں باتیں پیدا ہوں گی۔

۱۰۔ اس گئے گزرے زمانہ میں بھی بعض شریف گھرانے ایسے موجود ہیں جو اپنی بہو بیٹیوں کے نام درج رجسٹر کیا جانا گوارا نہیں کرتے۔ اب رجسٹری کے لازم ہونے پر ان کو جس قدر تنگی پیش

اللہ تعالےٰ کی نیک بندیاں

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بی بی ہیں - ان کی بڑی بڑی بزرگیاں ہیں - ایک دفعہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام خدائے تعالےٰ کا سلام تمہارے پاس لائے ہیں اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ تمام دُنیا کی بیبیوں میں سب سے اچھی چار بیبیاں ہیں - ایک حضرت مریم دوسری حضرت آسیہ فرعون کی بیوی تیسری حضرت خدیجہؓ، چوتھی حضرت فاطمہؓ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم کو جو کچھ کافروں کے برتاؤ سے پریشانی ہوتی آپؐ اُن سے آکر فرماتے، یہ کوئی ایسی تسلّی کی بات کہہ دیتیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پریشانی جاتی رہتی - اور آپؐ کو اُن کا خیال ایسا تھا کہ بعد ان کے انتقال کے بھی کوئی بکری وغیرہ ذبح کرتے تو ان کی ساتھنوں سہیلیوں کو بھی ضرور گوشت بھیجتے - حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ان کا اور نکاح ہُوا تھا - اُن کے پہلے شوہر کا نام ابوہالہ تیمی ہے - فائدہ - اللہ اور رسول کے نزدیک ان کی قدر ایمان اور تابعداری سے تھی - بیبیو تم بھی اس میں خوب کوشش رکھو - اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خاوند کی پریشانی میں اس کی دلجوئی اور تسلّی کرنا نیک خصلت ہے - اب بعضی عورتیں خاوند کے اچھے بھلے دل کو اور اُلٹا پریشان کر ڈالتی ہیں - کبھی فرمائشیں کرکے - کبھی تکرار کرکے - اس عادت کو چھوڑ دو -

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ذکر

یہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی بی بی ہیں - انہوں نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہؓ کو دے دیا تھا - اور حضرت عائشہؓ کا قول ہے - کہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھ کو یہ حرص نہیں ہوئی کہ میں بھی ویسی ہی ہوتی سوا حضرت سودہؓ کے اُن کو دیکھ کر مجھ کو حرص ہوتی تھی کہ میں بھی ایسی ہی ہوتی جیسی یہ ہیں - ان کے پہلے شوہر کا نام سکران بن عمرو تھا - فائدہ - دیکھو حضرت سودہؓ کی ہمّت کہ اپنی باری اپنی سوت کو دیدی - آج کل خواہ مخواہ بھی سوت سے لڑائی اور حسد کیا کرتی ہیں - اور دیکھو حضرت عائشہؓ کا انصاف - کہ سوت کی تعریف کرتی ہیں - آج کل جان جان کر اس پر عیب لگاتی ہیں - بیبیو تم کو بھی ایسی ہمت اور انصاف اختیار کرنا چاہئے -

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ذکر

یہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی بہت چاہتی بی بی ہیں - اُن سے کنواری سے حضرتؐ کا نکاح ہُوا ہے - عالمہ اتنی بڑی تھیں کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے بڑے بڑے صحابی ان سے مسئلے پوچھا کرتے تھے - ایک بار ہمارے حضرت سے ایک صحابی نے پوچھا کہ سب سے زیادہ آپ کو کس کے ساتھ محبت ہے - فرمایا عائشہؓ کے ساتھ انھوں نے پوچھا اور مردوں میں فرمایا اُن کے باپ یعنی حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ اور بھی ان کی بہت خوبیاں آئی ہیں - فائدہ - دیکھو ایک یہ عورت تھیں جن سے بڑے بڑے عالم مسئلے دین کے پوچھتے تھے - ایک اب ہیں کہ خود بھی عالموں سے پوچھنے کا یا دین کی کتابیں پڑھنے کا شوق نہیں - بیبیو دین کا علم خوب محنت اور شوق سے سیکھو -

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر

یہ بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی اور حضرت عمرؓ کی بیٹی ہیں - حضرتؐ نے کسی بات پر اُن کو ایک طلاق دے دی تھی - پھر جبرائیل علیہ السلام کے کہنے سے آپؐ نے رجوع کر لیا - حضرت جبرائیلؑ نے یوں فرمایا کہ آپؐ حفصہؓ سے رجوع کر لیجئے - کیونکہ وہ دن کو روزہ بہت رکھتی ہیں - راتوں کو جاگ کر عبادت بہت کرتی ہیں - اور وہ بہشت میں آپؐ کی بی بی ہوں گی - انھوں نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمرؓ کو وصیّت کی تھی کہ میرا اتنا مال خیرات کر دیجیو اور کوئی زمین بھی اُنہوں نے وقف کی تھی - اس کے بندوبست کے لئے بھی وصیت کی تھی - ان کے پہلے خاوند کا نام خنیس بن حذافہ تھا - فائدہ - دینداری کی برکت دیکھی کہ اللہ میاں کے یہاں سے طرفداری کی جاتی ہے - فرشتے کے ہاتھ خاطرداری کا حکم ہوتا ہے - کہ اپنی طلاق کو لوٹا لو - اور ان کی سخاوت دیکھو کہ اللہ کی راہ میں کس طرح خیرات کا بندوبست کیا - اور زمین بھی وقف کی - بیبیو! دینداری اختیار کرو - اور مال کی حرص اور محبت دل سے نکال ڈالو -

حضرت زینبؓ خزیمہؓ کی بیٹی کا ذکر

یہ بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم کی بی بی ہیں - اور یہ ایسی سخی تھیں کہ غریبوں کی ماں کے نام سے مشہور تھیں - اُن کے پہلے شوہر کا نام عبداللہ بن جحش تھا - فائدہ - دیکھو غریبوں کی خدمت کیسی بزرگی کی چیز ہے -

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر

یہ بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم کی بی بی ہیں - ایک بی بی قصّہ بیان کرتی ہیں کہ میں ایک بار حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی - اتنے میں بہت سے محتاج آئے - جن میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی تھیں اور آکر جم گئے سر ہو گئے - میں نے کہا چلو یہاں سے لمبے بنو - حضرت ام سلمہ بولیں ہم کو یہ حکم نہیں - اری چھوکری سب کو کچھ کچھ دیدے چاہے ایک ایک چھوارا ہی ہو - اُن کے پہلے شوہر کا نام حضرت ابو سلمہؓ ہے - فائدہ - دیکھو محتاجوں کی ہٹ باندھنے سے تنگ نہیں ہوئیں - اب ذرا سی دیر میں دور دبک کرنے لگتی ہیں - بلکہ کوسنے کاٹنے لگتی ہیں - بیبیو ایسا ہرگز مت کرو -

اطلاع

علماء دیوبند سے تعلق رکھنے والے فارغ التحصیل عالم کے لئے موزوں جگہ درکار ہے - درس و تدریس کا تجربہ ہے
معرفت بشیر احمد سلیمین ایف کمپنی کمرشل بلڈنگ لاہور

اسلام اور مغرب کے مایہ ناز مشاہیر

(از جناب سید حافظ عبد القدیر صاحب پانی پتی صدر مجلس تحفظ ختم نبوۃ احمد پور شرقیہ)

(گزشتہ سے پیوستہ)

۶- سادہ اور حکیمانہ مذہب اگر طول طویل عیسائی مذاہب پر غور کیا جائے تو ممکن نہیں کہ ایک فیلسوف اور حکیم، اسلام کی خوبی، سادگی اور سریع الفہم ہونے پر نہ پشیمان ہو- اور دل میں یہ خیال نہ کرے کہ میرا مذہب ایسا کیوں نہ ہوا۔

مجھے کوئی ایسا مذہب یاد نہیں جو پیچیدہ مسائل سے پُر نہ ہو۔ بجز اسلام کے جو نہایت سادہ اور حکیمانہ ہے۔ اسلام میں عیسائیت کی طرح نہ پتسمہ ہے، نہ موروث، نہ خدا کی ماں کے الزام سے یہ مذہب داغدار ہے نہ اسلام میں ایسے مسائل ہیں کہ ایمان بغیر عمل کے مکمل ہو سکے۔ اور نزع کے وقت کی توبہ کام آئے یا صرف اقرار گناہ سے گناہ معاف ہو سکیں۔

اسلام کی جاذبیت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ آٹھویں صدی کے آخر میں بت پرست ترکوں نے مسلمانوں پر حملہ کر کے سلطنت بغداد کو برباد کر دیا۔ لیکن انہی فاتحوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں مغلوب مسلمانوں کا مذہب بھی اختیار کر لیا۔

(گاڈ فری ہیگنس)

کیا دُنیا کی تاریخ کوئی ایسی مثال پیش کر سکتی ہے۔

۷- اسلام کی برتری مذہب اسلام دوسرے تمام مذاہب سے بہتر اور افضل ہے۔ جو لوگ اس پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ وہ سخت غلطی پر ہیں۔ اسلام ایک جامع کمالات قانون ہے۔ جس کو انسانی۔ طبعی۔ اقتصادی اور اخلاقی قانون کہنا بالکل بجا ہے۔ زمانہ حال میں جتنے قوانین نوع انسانی کی فلاح و بہبود کے لئے وضع کئے گئے ہیں وہ سب اس مقدس مذہب میں پہلے سے مفصل موجود ہیں۔ میں نے اس قانون پر اچھی طرح سے غور کیا جس کو موسیو جول سیمون نے "مذہب طبعی" کا نام دیا ہے۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس کا استنباط بھی اسلام ہی کے اصول و قواعد سے کیا گیا ہے۔ میں نے اس بات کو بھی بغور دیکھا ہے۔ کہ اسلام کی تعلیم کا مسلمانوں کے دل و دماغ پر کیا اثر پڑتا ہے۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام کی تعلیم نے پیروانِ اسلام کے سینے شجاعت اور عالی حوصلگی سے بھر دیئے ہیں۔ اور ان کو نرمی اور اعلےٰ اخلاق سے مالا مال کر دیا ہے۔

ایک مسلمان نہایت صاف باطن ہوتا ہے۔ وہ دوسرے پر کبھی بدگمانی نہیں کرتا۔ اس کو راستبازی اور پرہیزگاری سے اس قدر شغف ہوتا ہے کہ چند گنتی کے مسلمانوں کو چھوڑ کر عام طور پر محض حلال اور جائز طریقوں سے رزق حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں کی نسبت مسلمان کم مالدار ہوتے ہیں —— اس دین میں اگر ایسے محقق اور باخبر افراد کافی تعداد میں ہوتے جو لوگوں کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے واقف کراتے۔ تو آج دُنیا کا واحد مذہب اسلام ہوتا۔

(ویو لیون راس) "اسلام میں تیس برس تک"

۸- اسلام ایک فطری مذہب مذہب اسلام کی انتہا درجہ کی سادگی نے اس کی جلد جلد اشاعت میں بہت بڑا حصّہ لیا ہے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس کی تعلیمات اس قدر سادہ اور مؤثر ہیں کہ جاہلوں کی تلقین کے لئے بھی کسی شرح یا تفصیل کی ضرورت نہ پڑی۔ وحشی اور حبشی تک پہلے ہی سبق میں اس کی حقیقت کو سمجھ گئے۔ اس کے مطالب کو ذہن نشین کرنے کے لئے زیادہ مدت تک مطالعہ کی ضرورت نہیں۔ یہ ایک ایسا مذہب ہے جس سے عقل انسانی کو ایک فطری مناسبت ہے۔

جن لوگوں کو الٰہیات کے پیچیدہ مسائل میں حق کے دریافت کرنے سے مایوسی ہو چکی تھی ان کے لئے یہ امر باعثِ تسکین ہوا۔ کہ ایک سیدھا سادہ مذہب ان کے ہاتھ آگیا جسے قبول کرنے پر وہ مجبور ہو گئے۔

(پادری مرقس ڈاڈ) "محمد۔ بدھ اینڈ مسیح"

۹- اسلام میں پرہیزگاری ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام نے ہمیشہ کے لئے اکثر توہمات کو ختم کر دیا جن کی تاریکی مدت سے چھائی ہوئی تھی۔ اسلام کی خدائے برتر کے رو برو بُت پرستی موقوف ہو گئی۔ خدا کی وحدانیت اور لامحدود قدرت کا مسئلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کے دلوں میں ایسا ہی زندہ اصول ہو گیا ہے جیسا کہ خود محمدؐ کے دل میں تھا۔ مذہب اسلام میں سب سے پہلی بات (جس پر اسلام کا دار و مدار ہے) یہ ہے کہ خدائے واحد کی مرضی پر توکل کرنا۔

بلحاظ معاشرت بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں۔ چنانچہ مساوات، نشہ بازی سے پرہیز۔ نیکی کی جانب ترغیب۔ یہ سب خوبیاں اسلام میں موجود ہیں۔ مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے۔ کہ اس میں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ ہے جو کسی دوسرے مذہب میں نہیں پایا جاتا۔ (سر ولیم میور) "لائف آف محمدؐ"

۱۰- قرآن کا سب سے بڑا وصف

آفتاب اسلام نے ایک بنجر ریگستان سے طلوع ہو کر غرناطہ سے لے کر دہلی تک کو روشن کر دیا۔ اسلام نے اطفال کشی کا انسداد کیا۔ غلامی کی زنجیروں کو توڑا۔ ملکی حقوق میں سب کو برابر کر دیا۔ اسلام نے اپنے پیروانِ مذہب کے علاوہ ان لوگوں کے ساتھ بھی انصاف کیا جو اسلام نہیں لائے۔

اسلام نے حکومت کے محصول کو گھٹا کر دسواں حصہ کر دیا۔ اسلام نے مال کی حفاظت کا نفع اور خون کا بدلہ بغیر حکم عدالت کے لینا موقوف کر دیا۔ اسلام نے صفائی اور پرہیزگاری کی تعلیم دی۔ اور حرامکاری کو موقوف کر دیا۔ اور ہر ایک شخص کی عزت کرنے کی ہدایت کی۔

اسلام کے جو نتائج دُنیا کے سامنے آئے وہ اس قدر وسیع، دقیق اور مستحکم ہیں کہ انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتے۔ اور حیرت ہے۔ کہ یہ سب کچھ ایک فردِ واحد نے کیا۔ جس نے کہ انسانوں میں ایک نئی روح پھونک دی۔ قرآن مجید کو پڑھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس کتاب کی سب سے پہلی خصوصیت اس کا خالص اور اصلی ہونا ہے۔ میری دانست میں قرآن کریم کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ

ہر لحاظ سے سچا ہے۔ (پروفیسر طامس کارلائل) "ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ"

۱۱- کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے؟ اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ جس کے اصول سے سب کو اتفاق ہے۔ اور اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو عقلِ انسانی سے بالاتر ہو۔ اسلام نے کبھی غیر مذاہب کے مسائل پر دست اندازی نہیں کی۔ نہ غیر مذہب والوں کو تکلیف دی اور نہ یہ ارادہ کیا کہ غیر مذہب کے لوگوں کو جبر سے اسلام قبول کرائیں۔ اسلام کی تعلیم ہے کہ "دین میں زبردستی جائز نہیں۔" اسلام اور قرآن نے بنی نوعِ انسان پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ قرآن کے سبب سے بردہ فروشی جاتی رہی اور یہ لعنت بھی ختم ہوگئی کہ زمین کے ساتھ اس کے خدمتگار بھی فروخت کئے جائیں۔ اسلام صرف یہی حکم نہیں دیتا۔ کہ مسلمانوں ہی کے ساتھ انصاف کیا جائے۔ بلکہ ان لوگوں کی حفاظت کا بھی حکم دیتا ہے۔ جن پر اہلِ اسلام غالب آئیں۔ قرآن اور اسلام نے ناجائز محصولوں کو ختم کر دیا۔ تجارت کو ترقی دی۔ اور اسلام کی وجہ سے غیر مذاہب کے لوگوں کو بھی آزادی حاصل ہوگئی۔

(مسٹر جان ڈیون پورٹ) "اپالوجی فار محمد اینڈ قرآن"

۱۲- قرآن اور مسئلۂ توحید قرآن وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید ایسی پاکیزگی، اور کمالِ یقین کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب میں اس سے بہتر طریقہ پر بیان نہیں کیا گیا۔ غرض جو مذہب ایسا استوار ہو۔ اور جس میں دینیات کے مشکل سے مشکل مسائل اس طرح وضع کئے گئے ہوں کہ معمولی عقل والے بھی اس کو سمجھ سکیں۔ تو اس میں ضرور انسان کے ایمان پر اثر کرنے کی زبردست طاقت موجود ہے۔

(پروفیسر ایڈورڈ مونٹل)

"عیسائی مذہب اور اس کے حریف مسلمان"

۱۳- اسلام کا مجموعۂ قوانین جب ہم اس زمانہ کے متعلق غور کرتے ہیں جس میں پیغمبرِ اسلام نے اپنی نبوّت اور رسالت کا علم بلند کیا۔ اور جس میں ایک ایسا کامل مجموعۂ قوانین تیار کیا گیا ہے جو دنیا کی ملکی مذہبی اور تمدنی ہدایتوں کے لئے کافی ہے۔ تو ہم حیران ہو جاتے ہیں کہ ایک ایسا عظیم الشان ملکی اور تمدنی نظام جس کی بنیاد سچی اور کامل آزادی پر ہے کس طرح قائم کیا گیا۔ پس ہم دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اسلام ایک ایسا مجموعۂ قوانین ہے جو ہر لحاظ سے بہتر ہے۔ (موسیو اوجین کلوفل)

۱۴- اسلام کے جلیل القدر پیشوا اسلام دیگر مذاہب میں کیوں ممتاز ہے؟ اس لئے کہ اس کے جلیل القدر اور برگزیدہ پیشوا کے حالاتِ زندگی میں ابہام یا اسرار کا کوئی ایسا عنصر نہیں پایا جاتا۔ جو دیگر بڑے بڑے ہادیانِ دین کے گرد حلقہ زن ہے۔ حضورؐ پیغمبرِ اسلام کی مبارک زندگی، سادگی، شجاعت اور شرافت کی زندہ تصویر تھی۔ اور آپؐ کے کارنامے ان بڑے انسانوں کی زندگیوں کو یاد دلاتے ہیں۔ جو اپنے نام تاریخ کے اوراق میں چھوڑ گئے۔

(مسز اینی بسنٹ)

۱۵- شکوک و شبہات سے بالاتر محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب شکوک و شبہات سے بالاتر ہے۔ قرآنِ خدا کی وحدانیت پر ایک عمدہ شہادت ہے۔ ایک صاحبِ فراست جو خدا تعالےٰ کے وجود اور اس کی صفات پر اعتقاد رکھتا ہے۔ اہلِ اسلام کے عقیدہ کے متعلق کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ ایسا عقیدہ ہے۔ جو ہماری موجودہ ادراک اور قوائے عقلی سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ بحرِ اوقیانوس سے لے کر دریائے گنگا کی انتہا تک قرآن مجید کو نہ صرف اصولِ دین کے لئے قانونِ اساسی تسلیم کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ بھی اعتراف کیا گیا ہے۔ کہ قرآن۔ احکامِ تعزیرات، اصولِ تمدن اور اجتماعِ قوانینِ معاشرت کے لئے ایک جامع کتاب ہے۔

اسلامی شریعت کے احکام تمام لوگوں پر یکساں حاوی ہوتے ہیں۔ یعنی بادشاہ سے لے کر ایک فقیر تک ان کا مساوی اثر پڑتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کی بنیاد ایسے مستحکم اور مضبوط اصول پر قائم کی گئی ہے جس کی مثال دنیا بھر کے مذاہب و ادیان میں نہیں ملتی۔

(مؤرخ ایڈورڈ گبن)

۱۶- اسلام اور اتحادِ امم نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان عظیم الشان مصلحین میں سے ہیں۔ جنہوں نے اتحادِ امم کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ ان کے فخر کے لئے یہ کافی ہے کہ انہوں نے وحشی انسانوں کو نورِ حق کی جانب ہدایت کی۔ اور اُن کو متحد، صلح پسند اور پرہیزگار بنا دیا اور ان کے لئے ترقی و تہذیب کے راستے کھول دیئے۔ اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اتنا بڑا کام صرف ایک فردِ واحد کی ذات سے ظہور پذیر ہوا۔

(روسی فلاسفر کاؤنٹ ٹالسٹائی)

۱۷- قرآن کیا ہے؟ ایک واجب التعظیم کتاب ہے۔ جس نے بتلایا ہے کہ خدا کے حقوق بندوں پر کیا ہیں۔ اور بندوں کے تعلقات خدا سے کس قسم کے ہونے چاہئیں۔ اس میں فلسفہ اور اخلاق کی ہر قسم کی باتیں موجود ہیں۔

فضل و کمال۔ عیب و نقصان۔ حقیقتِ اشیاء۔ عبادت و اطاعت۔ گناہ و معصیت۔ غرض کوئی بات ایسی نہیں جس کا جامع قرآن نہ ہو۔ قرآن کی جملہ تعلیمات فلسفہ و حکمت پر مبنی ہیں۔ جو دنیا کو بھلائی اور احسان کی تعلیم دیتی ہیں۔ قرآن اعتدال و میانہ روی کا سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ گمراہی سے بچاتا ہے۔ اخلاقی کمزوریوں کی تاریکی سے نکال کر فضائل کی روشنی میں لاتا ہے اور انسانی زندگی کے نقائص و عیوب کو کمالات سے بدل دیتا ہے۔ (فرانسیسی مستشرق موسیو سیدیو)

آخر میں جارج برناڈشا کی رائے اور پیشینگوئی کو بغور پڑھیئے۔ یہ وہی برناڈشا ہیں جو ہنسی مذاق میں مذاہب و ادیان کو خاک دھول کی طرح اُڑا دینے کے عادی ہیں۔

۱۸- دُنیا کا آئندہ مذہب دُنیا سے مذہب کا دور ختم ہو رہا ہے۔ لیکن اس زمانہ میں اگر کوئی مذہب باقی اور برقرار رہ سکتا ہے تو وہ اسلام ہے۔ جس میں عبادت سے کہیں زیادہ سیاست اور معاملات پر زور دیا ہے۔

یہی مذہب فطرتِ انسانی کے لئے سرمایۂ سکون بن سکتا ہے۔ میرا تو یہاں تک خیال ہے کہ اگر دنیا کا آئندہ کوئی مذہب ہوگا تو وہ اسلام ہی ہوگا۔ کیونکہ اس میں بنی نوع انسان کی مکمل طریقہ پر رہنمائی کی گئی ہے۔

الفضل ما شہدت بہ الاعدا

تفسیر بیان القرآن
از
حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح
عکسی بلاکوں کے ساتھ بارہ جلدوں میں چھ جلدیں تیار ہو گئی ہیں۔ قرآن پاک کا پورا متن معہ اردو ترجمہ۔ حاشیہ پر مکمل تفسیر بیان القرآن۔ نمونے کے صفحے طلب فرمایئے۔
تاج کمپنی لمیٹڈ قرآن منزل پوسٹ بکس ۵۳۰ کراچی

آفتابِ رسالت کا طلوع

(از مولانا نجم الدین صاحب اعظمی متعلم دار العلوم دیوبند سہارنپور)

انسانیت سسک رہی تھی۔ اس کے رگ و ریشہ میں مرض کفر سرایت کر چکا تھا۔ قریب تھا کہ وہ اس دُنیا سے نیست و نابود ہو جائے۔ اپنے کو حکیم کہنے اور کہلانے والے اَن گنت تھے۔ لیکن وہ تشخیص مرض میں مختلف تھے۔ دوسرے وہ خود سینکڑوں مرضوں میں مبتلا تھے بھلا وہ دوسروں کا علاج کیا کرتے۔ اور اگر کچھ لوگ ایسے تھے جو تھوڑا بہت مرض کو دُور بھی کر سکتے تھے تو وہ غاروں اور کھوہوں میں اپنا مسکن بنائے ہوئے تھے۔ وہ ڈرتے تھے کہ اگر کہیں ہم اس غار سے نکلے تو ممکن ہے کہ مرض کا حملہ ہم پر بھی ہو جائے۔ اب ایک ایسے حکیم کامل کی ضرورت تھی جو مرض کا اثر قبول نہ کرتے ہوئے مریضوں کے لئے ایک ایسا نسخہ تجویز کر لے، جو جلد سے جلد کارگر ہو۔ اور مریض کو شفاء کامل نصیب ہو۔ دُنیا پر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ رات کی تاریکی نہیں بلکہ شرک و کفر کی تاریکی، اس پر مستزاد یہ کہ کفر کی گھنگھور گھٹائیں اُٹھتیں شرک سے مسموم ہوائیں چلتیں۔ تمرد و سرکشی کے بادل اُمنڈتے اور ایسا گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا کہ ایک سچائی کے راستے پر چلنے والے کے لئے سیدھا راستہ مفقود تھا۔ روشنی کا کہیں پتہ نہ تھا۔ اگر کہیں کوئی چراغ سحری ٹمٹماتا ہُوا نظر آتا تو وہ بھی تند و تیز ہواؤں میں جھلملاتا ہُوا نظر آتا۔ اس سے روشنی کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی تھی۔ وہ اپنے گرد و پیش کے روشن کرنے سے بھی عاجز تھا۔ چراغ کی لو قریب تھی کہ نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ اب ضرورت تھی ایک ایسے نورانی آفتاب کی جو ان تاریکیوں کو بالکل ختم کر دے دُنیا سے شرک کی ظلمت دُور ہو۔ انسان کو صحیح اور سیدھا راستہ ملے۔ اگر منزل پر آدمی پہنچنا چاہے تو اس کے لئے دقت کا سامنا نہ ہو۔

کارواں چل رہا تھا۔ لیکن اس کے کسی فرد کو صحیح منزل کا پتہ نہ تھا۔ حتّٰی کہ اس چیز سے بھی بے خبر تھے کہ منزل کدھر ہے۔ میر کارواں ان کو ایسے راستہ سے لے جاتا جو منزل تک پہنچانے کے بجائے ان کو ایسے غار کے دہانہ تک پہنچاتا کہ اس میں گرنے والا اپنا ہاتھ پیر سلامت لے کر نہیں نکل سکتا تھا۔ اور اگر پیچھے لوٹ کر راہ تلاش کرتے تو خونخوار بھیڑیے اور خوفناک چیتے اپنا اڈّا جمائے ہُوئے نظر آتے۔ اور اگر اہلِ کارواں کو کوئی صحیح منزل کی نشاندہی کرتا تو اسے جھٹلا دیا جاتا۔ اس کی بات غیر معتبر قرار دی جاتی۔ اب ضرورت تھی ایک ایسے میر کارواں کی جو کارواں کو بھیڑیوں سے بچا کر غلط راستہ سے سیدھے راستہ پر لائے۔ اور کوئی اُسے جلدی جھٹلانے کی ہمّت نہ کر سکے۔ اور وہ بے خوف و خطر پیش قدمی کرتا جائے۔ بالآخر منزل مقصود کے نشانات واضح نظر آنے لگیں۔

رشد و ہدایت کی کشتی ڈُوب رہی تھی۔ شرک و کفر کا سیلاب ایک عالم کو بہائے جا رہا تھا۔ کشتی میں بیٹھنے والے خوابِ خرگوش کے مزے لے رہے تھے۔ اُنہیں اپنے ماحول کی کچھ بھی خبر نہ تھی۔ ظلم و ستم کی زہریلی ہوائیں ان کو نسیم سحری سے بھی بھلی معلوم ہو رہی تھیں۔ قریب تھا کہ کشتی ڈُوب جائے اور اس کے بیٹھنے والے دریا کی روانی میں بہہ جائیں۔ اب ایک ایسے صاحبِ عقل و دانش۔ چُست و چالاک اور رحیم و شفیق ملاح کی ضرورت تھی۔ جو روحانی پتوار اس تیزی سے چلائے اور کشتی کو ایسے راستہ سے گزارے کہ ساحل کا فصل ختم ہو جائے۔ اور ڈُوبتی ہُوئی کشتی گردابِ بلا سے باہر آ جائے۔

حضرت عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گزرے ہُوئے تقریباً چھ سو برس ہو چکے تھے۔ تمام آسمانی صحیفے تحریف کی نذر ہو چکے تھے۔ ساری دُنیا جہالت و ضلالۃ میں پھنسی ہُوئی تھی۔ ہندوستان ہو یا ترکستان، روس ہو یا یُورپ سب کے سب معبود حقیقی کی پوجا چھوڑ چکے تھے۔ زنا اور چوری، کذب اور افترا پردازی حد سے تجاوز کر چکی تھی۔ ایک دوسرے کا احترام دلوں سے رخصت ہو چکا تھا۔ بھائی بھائی کا دشمن بیٹا باپ سے متنفر ماں بیٹے سے نالاں تھی۔ عورتوں کو ایک جانور سے زیادہ اہمیّت دی نہ جاتی تھی۔ بچیوں کو مصاہرت کے خوف سے زندہ دفن کر دیا جاتا۔ اب ایک مصلح اعظم کی ضرورت تھی جو ان تمام خرابیوں کو یکسر ختم کر دے اور رسوم قبیحہ کو یک قلم مرفوع کر دے۔

یکایک سرزمین تہامہ سے ایک حکیم حاذق نمودار ہُوا۔ جس نے انسانیت کے تن مُردہ میں جان ڈال دی۔ افق عرب سے ایک آفتاب طلوع ہُوا۔ جس کے تیور بتا رہے تھے کہ یہ جب خط نصف النہار پر پہنچے گا تو جہالت و ضلالت کی تاریکی چھٹ جائے گی۔ بھٹکے ہوئے کارواں کو ایک ایسا راہبر مل گیا جس نے گم گشتہ کارواں کو چشم زدن میں صحیح راستہ پر لا کھڑا کر دیا۔ ڈُوبتی اور ڈگمگاتی کشتی کے لئے خوفناک موجوں ہی سے ایک ایسا ملاح جس نے قلیل عرصہ میں کشتی ساحل سے لگا دی۔

یعنی ۱۲۔ ربیع الاوّل کی مبارک تاریخ میں بطن آمنہؓ سے ایک ایسے فردِ بشر نے تخلیق کا جامہ پہنا۔ جس کو دُنیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے نام سے جانتی ہے۔ اصنام مُنہ کے بل گر پڑے۔ آتشکدہ فارس بجھ گیا۔ قیصر کسریٰ کے کنگورے گر گئے۔ بت کدوں میں اُلّو بولنے لگے۔ کارکنان قضا و قدر نے چار دانگ عالم میں اس قدسی وجود کو مشتہر کیا۔ ایک ملک کے خطّے نے دوسرے ملک کی سرزمین کو بشارت عظیمہ دی۔ طیور نے ثنا خوانی کی۔ عنادل نے مدح سرائی کی۔ کرۂ ارضی پر تمام کرۂ عالم نے حسد کی نگاہ ڈالی۔ ملائک نے مغرب سے مشرق اور شمال سے جنوب تک خیر البشر کی آمد کا اعلان کیا۔ عرش سے فرش تک بہجت و مسرت کا سماں نظر آنے لگا۔ وہ آفتاب جب [illegible] پر مستوی ہوگیا تو جہالت کی تاریکی ختم ہوگئی۔ ضلالت و گمراہی کے بادل چھٹ گئے۔ نسیم رشد و ہدایت نے افسردہ دلوں کو فرحت بخشی۔ شرک و کفر کا پنجہ ڈھیلا ہو گیا۔ منکرات و فواحش سے انسان نے کنارہ کشی کی۔ بد کرداروں نے اپنے قلب و جگر سے کینہ کپٹ نکال پھینکا۔ ظاہر پرستوں نے تصنع اور بناوٹ کو اپنے دلوں سے نوچ ڈالا۔ ہزاروں برس کی دشمنی دوستی سے بدل گئی۔ برسوں کی جنگ آپؐ کی آمد کی وجہ سے رُک گئی۔ اور بجائے اپنوں سے مقابلہ کرنے کے انہوں نے طاغوتی طاقتوں سے ٹکر لی۔ اور ظالم و قاہر حکومتوں کے تختے اُلٹ ڈالے۔ جو اپنی بچیوں کا زندہ دفن کرنا باعث تفاخر سمجھتے تھے۔ اور کتنے معصوم بچیوں کو عدم کے گھاٹ اُتار چکے تھے۔ رحمۃ للعالمینؐ کی آمد نے ان کے دلوں میں رحمت و محبت پیدا کی۔ یکایک وہ اپنی ماضی کے شنیع کارناموں

پر تاسف کے آنسو بہانے لگے۔ قساوت قلبی کے بجائے ان کے سینہ میں الفت و محبت کے دریا موجیں مارنے لگے۔ تخاصم و تزاحم کے بجائے انہوں نے میل و محبت اپنا شعار قرار دیا۔ وہ لوگ جو احرار کو غلام بنانے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے تھے جن کے دلوں میں غلاموں کے لئے تھوڑی بھی شفقت نہ تھی۔ ان کے نزدیک ان پر ظلم کرنا کوئی شنیع اور برا فعل تھا ہی نہیں۔ وہ لوگ غلاموں کو بھی آزاد کرنے لگے۔ جو خود پہنتے وہ اپنے غلاموں کو بھی پہناتے جو خود کھاتے اور کر سکتے وہ اپنے غلاموں کو بھی کھلاتے اور ان سے کراتے۔ ان کے نزدیک یہ بات بہت بری تھی کہ کوئی مسلمان اپنے غلام کو گالی دے۔ یا اس کو برا بھلا کہے اور اس کو حد سے زیادہ سزا دے۔

آنحضورؐ نے ایک مرتبہ ایک صحابی کو دیکھا کہ اپنے غلام کا کان مروڑ رہے ہیں۔ آپؐ برافروختہ ہوگئے۔ صحابی کو سخت تنبیہ کی جس کا اثر یہ ہوا کہ صحابی کانپ گئے۔ ان کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ خوف خدا سے چہرہ سرخ ہوگیا۔ بے اختیار عرض کیا حضور! میں نے اس کو آزاد کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم آزاد نہ کرتے تو پھر تمہارے لئے خیر نہ تھی۔

جو لوگ دوسری قوموں کے محتاج تھے جو قیصر و کسریٰ کے دربار میں تحائف اس لئے لے جاتے تھے کہ ان سے کچھ رعائتیں حاصل کریں۔ وہ صرف ایک قلیل مدت میں ایسے ہوگئے کہ کسریٰ کو اپنا پایۂ تخت چھوڑ کر ان کے ڈر سے بھاگنا پڑا۔ قیصر نے اپنے اکثر خطے ان کے لئے چھوڑ دیئے اسلامی فوجیں ملک عرب سے نکل نکل کر اقصائے عالم میں پھیل گئیں۔ جو لوگ بکریوں کے چرواہے تھے۔ وہ دنیا کی گلہ بانی کرنے لگے۔ رعایا راعی، محکوم حاکم بن گئے۔ انسانیت کی قدریں بلند ہونے لگیں۔ انسانیت کے خصائل جو بالکل مفقود ہو چکے تھے ایک ایک کر کے عود کرنے لگے۔

وہ مقام جہاں پڑھے لکھے انگلیوں پر گنے جاتے تھے۔ جس قوم کے اکثر افراد ایک حرف سے بھی ناواقف تھے۔ ان کے لٹریچر جو کچھ تھے اشعار تھے۔ جس میں شعرا جاہلیت نے ہجر و وصال اور سوز و گداز کے نقشے کھینچے ہیں یا مخالف قبائل کی ہجو کی ہے یا جنگ کے کارنامے بیان کئے ہیں ان کے دیکھنے سے ان کی طرز زندگی کا صحیح احساس ہوتا ہے۔ اور ان کی جہالت اور گندہ ذہنی بالکل عیاں ہو جاتی ہے۔ وہاں ایک وقت ایسا آیا کہ وہ مقام علم و فضل کا مرکز بن گیا۔ آنحضورؐ نے ہر فرد مسلم پر علم سیکھنا واجب قرار دیا۔ جس کے نتیجہ میں چند برسوں میں عرب سے جہالت کا تقریباً خاتمہ ہوگیا۔ دنیا میں امن و شانتی کے نغمے گائے جانے لگے۔ جہالت کی ظلمت ختم ہوگئی۔ انسان پارسائی اور سچائی کے ماحول میں سانس لینے لگا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ آنحضورؐ کی آمد نے انسان کو انسان بنا دیا۔ اور دراصل یہی تخلیق انسانی کا مقصد ہے۔

بقیہ مجلس ذکر (صفحہ ۸ سے آگے)

کامل وہی ہو سکتا ہے۔ جس نے مدت مدید تک بزرگوں کی صحبت میں رہ کر اپنی تربیت کرائی ہو۔ میں نے اس کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بعض کتابوں کے حوالہ سے اپنے رسالہ پیر و مرید کے فرائض میں لکھا ہے۔ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ کسی شخص کی سفارش کرنے پیر بگاڑو کے پاس گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دو تین مرتبہ فرمایا کہ اس مظلوم کی داد رسی کر دو۔ اس نے کہا کہ بہت اچھا میں کروں گا لیکن فوراً کرنے پر آمادہ نہ ہوا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے غصہ میں اس سے فرمایا کہ تم پیر صاحب کے پیشاب کے بیٹے ہو اور میں ان کے سینہ کا بیٹا ہوں۔ تم نے کیا سمجھ رکھا ہے۔ اللہ والوں کے ہاں دنیا کے مفاد پیش نظر نہیں ہوتے۔ جب تک یہ رنگ پیدا نہ ہو۔ اصلاح نہیں ہوتی۔ اکبر الہ آبادی کا ایک شعر ہے۔ فرماتے ہیں ؎

سب کو یہ مسلم ہے کہ معبود وہی ہے
کم ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مقصود وہی ہے

یہ ہے اخلاص۔

آخر میں ضمیمہ عرض کرتا ہوں کہ اپنے اندر استعداد ہو تو کامل کی صحبت میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے لئے عقیدت ادب اور اطاعت شرط ہے۔ ورنہ ؏

زمین شور سنبل بر نیارد

بعض زمینیں بیج کو ہی کھا جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اصلاح قلب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

بقیہ: مسلمانوں کی غیرت پر تازیانہ صفحہ ۱۵ سے آگے

حکم پر سر جھکاؤ اور سر کٹاؤ۔

آؤ مسلمانو! ہم تم ساتھ چلیں، دوش بدوش چلیں، قدم سے قدم ملا کر چلیں، شانہ سے شانہ ملا کر چلیں، اور ان بھائیوں کو سینہ سے لگا لیں۔ جن کو وہاں چھوڑ آئے ہیں۔ جن پر وہاں عرصۂ حیات تنگ ہے۔ جن کی ناموس خطرہ میں ہے۔ جن کی جانیں سولی پر، جن کی آبروئیں لٹ رہی ہیں جن کو تانگہ والے اور جھلی والے، حتیٰ کہ مہتر، بھنگی اور چمار، چوڑے ذلیل کر رہے ہیں۔ یاد رکھو وہ ذلیل نہیں ہو رہے اسلام ذلیل ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کے وقار کو دھکا لگ رہا ہے۔ اگر ایک بار ان کا وقار گیا تو ہمارا ساتھ بھی گیا۔ چلو اس کو بچا لیں۔ اسلام پر جان نثار کر دیں۔

چلو جامع مسجد دہلی کے پتھروں پر سجدہ ریز ہوں، اس کی سیڑھیوں کو آباد کریں۔ اس کے گنبدوں میں ہماری اذانیں گونجیں۔ اس کے دالانوں میں تلاوت کلام پاک ہو۔

آؤ اس لال قلعہ کو پھر اپنا کر لیں۔ جسے ہم غیروں پر چھوڑ آئے۔ اس کی دیواروں پر آنکھیں ملیں، اس کے دمدموں پر دندناتے ہوئے جائیں۔ اس کے دروازے میں پرچم لہراتے ہوئے داخل ہوں۔ موتی مسجد میں نمازیں ادا کریں۔ ایوان عام و خاص سے احکام جاری کریں۔ اور روح اورنگ زیبی کو سینہ سے لگا لیں۔ شاہ جہان سے بغلگیر ہوں، صاحب قرآن سے درس جہاں بانی لیں شمس الدین التمش۔ فیروز شاہ تغلق اور غیاث الدین بلبن کے ساتھ محفل آرائیاں کریں۔ محمود غزنوی سے بت شکنی کی باتیں ہوں۔ سومنات کی واردات سنیں۔

آؤ گنگا کے کنارے نمازیں ادا ہوں۔ جمنا کے کنارے روزہ افطار کریں۔ جہاں سے تم روتے ہوئے چلے تھے، آؤ وہیں تم کو ہنستا ہوا وہاں لے چلوں، تبسم کناں لے چلوں، خندہ زناں لے چلوں۔ ابھی تک ہنسنے اور مسکرانے کا موقع باقی ہے۔ وقت کی لگامیں پکڑ لو، ورنہ یاد رہے تمہارے لب و دہن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم تبسم کر دیئے جائیں گے۔ (تذکرہ کراچی)

کوئی مرض لاعلاج نہیں
دمہ، کالی کھانسی، دائمی نزلہ، اسل دق، پرانی کھانسی، لیکوریا، بواسیر، ذیابیطس، خارش، فساد خون، اٹھرا، کمی اولاد، مردانہ زنانہ امراض کا
مکمل علاج کرائیں۔ شفاخانہ حکیم حافظ محمد طیب انیس روڈ لاہور

(بقیہ دعوت حضرت نوحؑ صفحہ ۲ سے آگے)

اے نوح! تو نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت ہی جھگڑا کیا۔ اب انتہا ہو گئی ہے۔ اگر تو سچا ہے تو وہ عذاب لے آ۔ جس کی تو خبر دیتا ہے۔

حضرت نوحؑ جواب دیتے ہیں۔

لوگو! اللہ تعالےٰ جب چاہے گا، عذاب لے آئے گا۔ تم اس پر غالب نہیں آ سکتے۔ آہ! اگر اللہ تعالےٰ نے تمہاری ہلاکت ہی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تو میری نصیحت بھی تمہیں نفع نہ دے گی۔ یہ نصیحت اللہ کا کلام ہے اور تم کہتے ہو۔ یہ جھوٹ بنا لیا ہے۔ اگر میں نے یہ جھوٹ بنا لیا ہے تو میں خوب جانتا ہوں۔ کہ اس کا گناہ مجھ پر ہوگا۔ لیکن جو گناہ تم کر رہے ہو۔ میں اس سے بری ہوں۔

اس کے بعد اللہ کے بندے حضرت نوحؑ خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور لوگ شور مچاتے ہیں:

یہ جھوٹا ہے۔ جھوٹا ہے۔ جھوٹا ہے...

تب اللہ کا رسول آسمان کی طرف حسرت سے دیکھتا ہے۔ اور یوں دعا کرتا ہے:

اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔ تو میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر۔ اور میری مدد فرما۔ اور میرے ایماندار ساتھیوں کو نجات دے۔

اے میرے رب! میں نے اپنی قوم کو رات کو بھی پکارا اور دن کو بھی پکارا۔ اور جتنا میں نے پکارا۔ اتنا ہی یہ لوگ مجھ سے دور بھاگے۔ اور جب بھی میں نے انہیں پکارا کہ اللہ سے بخشش طلب کرو۔ تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور اپنے کپڑے لپیٹ لئے اور کفر پر اڑ گئے۔ اور بڑا تکبر کیا۔ پھر میں نے انہیں کھلے طور پر دعوت دی۔ اور سب کے سامنے دعوت دی۔ اور چھپ کر بھی انہیں سمجھایا۔ میں نے کہا اپنے رب سے بخشش مانگو۔ وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ تم پر مینہ برسائے گا۔ تمہیں سرسبز و شاداب کر دے گا۔ تمہیں کثرت سے مال اور اولاد دے گا۔ تم باغوں کے مالک بن جاؤ گے۔ اور تمہارے لئے پانی کی نہریں بہا دے گا۔

اور میں نے ان سے کہا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عزت کے طالب نہیں بنتے۔ اور دنیا کی جھوٹی عزت چاہتے ہو۔ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا۔ اور پھر مختلف حالات سے گزارا۔

اور میں نے ان سے کہا۔ کہ تم اس آسمانی نظام کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح اسے طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور اس میں چاند کو نور دینے والا اور سورج کو روشنی اور حرارت دینے والا بنایا ہے۔ اور اللہ نے تمہیں مٹی سے ایسے ہی پیدا کیا ہے۔ جیسے اس نے سبزہ پیدا کیا۔ پھر تم مرنے کے بعد اس میں لوٹائے جاؤ گے۔ اور قیامت کے دن ایک نئی پیدائش میں اپنی قبروں سے نکالے جاؤ گے۔ اور اللہ نے تمہارے لئے وسیع زمین بنائی ہے تاکہ تم سیر و سیاحت کرو۔

اے میرے رب! انہوں نے میری نافرمانی کی۔ اور اس شخص کا اتباع کیا جس کے مال اور اولاد نے اسے نقصان ہی پہنچایا۔ انہوں نے میرے خلاف بڑی بھاری سازشیں کیں اور اپنے معبودوں کے نہ چھوڑنے پر قوم کو ابھارا۔ اور بہتوں کو گمراہ کیا۔ ایسے ظالموں کے لئے ہلاکت کے سوا اور کوئی فیصلہ نہیں ہونا چاہئے۔

اے میرے رب! ان کافروں میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑنا۔ کیونکہ اگر تو نے کسی کو زندہ چھوڑا۔ تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ ہی کرے گا۔ اور اس کے ہاں جو اولاد پیدا ہو گی۔ وہ بدکار اور کافر ہی ہو گی۔

اے میرے رب میری اور میرے ماں باپ کی مغفرت فرما۔ اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کی مغفرت فرما۔ جو میرے گھر میں داخل ہو چکے ہیں۔

ع۔ باخدا دیوانہ باش و با نبی ہوشیار باش

غلط رسمِ تحریر:

MOHD

صحیح طریقِ تحریر:

MOHAMMAD

اسے اختیار کر کے خدا اور رسولؐ کی خوشنودی حاصل کریں

لاہور کے کثیر الاشاعت رسالہ
ہفت روزہ "خدام الدین" میں
اشتہار دیکر
اپنی تجارت کو فروغ دیں

موتُ العالِم موتُ العالَم

یہ خبر اہلِ علم طبقہ میں نہایت غم اور اندوہ سے شائع کی جاتی ہے کہ علاقہ کروڑ پکا کے مشہور معمر عالم استاذیم حضرت مولانا محمد عبد اللطیف صاحب خطیب جامع مسجد حضرت شاہ صاحب مورخہ ۸- ربیع الاوّل ۱۳۷۶ھ کو بعمر ۹۳ سال انتقال فرما گئے۔ مرحوم حدیث۔ فقہ اور میراث کے لئے بے نظیر عالم تھے۔ مرحوم کے پسماندگان میں ایک فرزند حافظ صالح حامد خورشید ہیں۔ جو نصرت الاسلام ہائی سکول ملتان چھاؤنی میں اورینٹل ٹیچر ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین (ایک شاگرد)

ابو ظفر حاجی نور محمد چوہان کہروڑ پکا

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کی اقتصادی خوشحالی کا راز
ملکی مصنوعات کے استعمال میں مضمر ہے
لھذا
ہماری تیار کردہ مصنوعات کو بھی یاد رکھیے
سریا پتی بیلنگ ہوس
خراد مشین
نوٹ: مندرجہ بالا مصنوعات مختلف سائز میں مل سکتی ہیں۔
قیمت واجبی ہو گی۔ دیگر معلومات بذریعہ خط و کتابت ٹیلیفون یا بالمشافہ حاصل کر سکتے ہیں۔
ایم شبیر احمد اینڈ برادرز بادامی باغ لاہور

سرگودہا میں
ہفت روزہ خدام الدین لاہور
جالندھر کریانہ سٹور ۳۸ محمدی بازار سے
حاصل کریں
اور "خدام الدین" لاہور میں اشتہار دیکر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔